Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly
BADR Qadian

www.alislam.org/badr

شمارہ 41-42

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر
امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

14/21 ذوالقعدہ 1432 ہجری قمری ـ 13/20 اخاء 1390 ہش ـ 13/20 اکتوبر 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

اس قدر لوگ جو میرے ساتھ ہیں اور جواَب اس وقت موجود ہیں کیا ان میں سے ایک بھی ہے جو یہ کہے کہ مَیں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ ایک نہیں سینکڑوں نشان خدا تعالیٰ نے دکھائے ہیں میری مخالفت میں ان لوگوں نے قرآن شریف کو بھی چھوڑ دیا ہے۔

مَیں قرآن شریف پیش کرتا ہوں اور یہ اس کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرتے ہیں۔

احادیث کو جب تک قرآن اور سنت کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے۔ لیکن یہ ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حدیث بھی جو اصول حدیث کی رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن قرآن یا سنت کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’اس قدر لوگ جو میرے ساتھ ہیں اور جواَب اِس وقت موجود ہیں کیا ان میں سے ایک بھی ہے جو یہ کہے کہ مَیں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ ایک نہیں سینکڑوں نشان خدا تعالیٰ نے دکھائے ہیں مگر نشانات پر ایمان کا حصر کرنا یہ ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جایا کرتا ہے۔ جس کا دل صاف ہے اور خداترسی اس میں ہے اس کے سامنے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت عیسیٰؑ کا ہی فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ وہ مجھے سمجھاوے کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں (کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے) جو کچھ مسیح نے کہا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ یہودی تو اپنی کتاب پیش کرتے تھے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ایلیا کا آنا لکھا ہے، مثیل ایلیا کا ذکر نہیں۔ مسیحؑ یہ کہتے ہیں کہ آنے والا یہی یوحنا ہے چاہو تو قبول کرو۔ اب کسی منصف کے سامنے فیصلہ رکھو اور دیکھو کہ ڈگری کس کو دیتا ہے۔ وہ یقیناً یہودیوں کے حق میں فیصلہ دے گا۔ مگر ایک مومن جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا کے فرستادے کس طرح آتے ہیں وہ یقین کرے گا کہ مسیح نے جو کچھ کہا اور کیا وہی صحیح اور درست ہے۔ اب اِس وقت وہی معاملہ ہے یا کچھ اور؟ اگر خدا کا خوف ہو تو پھر بدن کانپ جاوے یہ کہنے کی جرات کرتے ہوئے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ افسوس اور حسرت کی جگہ ہے کہ ان لوگوں میں اتنا بھی ایمان نہیں جتنا کہ اس شخص کا تھا جو فرعون کی قوم میں سے تھا اور جس نے یہ کہا اگر یہ کاذب ہے تو خود ہلاک ہو جائے گا۔ میری نسبت اگر تقویٰ سے کام لیا جاتا تو اتنا ہی کہہ دیتے اور دیکھتے کہ کیا خدا تعالیٰ میری تائیدیں اور نصرتیں کر رہا ہے یا میرے سلسلہ کو مٹا رہا ہے۔

میری مخالفت میں ان لوگوں نے قرآن شریف کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ مَیں قرآن شریف پیش کرتا ہوں اور یہ اس کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ احادیث اس درجہ پر نہیں ہیں جو قرآن شریف کا درجہ ہے اور نہ ہم احادیث کو کلام اللہ کا درجہ دے سکتے ہیں۔ احادیث تیسرے درجہ پر ہیں اور بالاتفاق مانی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظن کے لئے مفید ہیں۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا (النجم:29)

اصل میں تین چیزیں ہیں قرآن، سنت اور احادیث۔ قرآن خدا تعالیٰ کی پاک وحی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور سنت وہ اُسوہ حسنہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی کے موافق قائم کر کے دکھایا۔ قرآن اور سنّت یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام تھے کہ ان کو پہنچا دیا جاوے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب تک احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک بھی شعائر اسلام کی بجاآوری برابر ہوتی رہی ہے۔ اب دھوکا یہ لگا ہے کہ یہ لوگ احادیث کو اور سنّت کو ایک کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک چیز نہیں ہیں۔ پس احادیث کو جب تک قرآن اور سنت کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے۔ لیکن یہ ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حدیث بھی جو اصول حدیث کی رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن قرآن یا سنت کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے۔ مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ نہیں محدثین کے اصول تنقید کی رو سے جو صحیح ثابت ہو وہ خود قرآن اور سنت کی کیسی ہی مخالف ہو اس کو مان لینا چاہئے۔ اب عقلمند غور کریں اور خدا کا خوف دل میں رکھ کر فکر کریں کہ حق کس کے ساتھ ہے، ان کے یا میرے؟ مَیں خدا کے کلام اور اس کے پاک رسول کے عمل کو مقدم کرتا ہوں اور یہ ان لوگوں کی باتوں اور خیالی اصولوں کو مقدم کرتے ہیں جنہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا کہ یہ اصول تنقید احادیث کے ہم نے خدا کی وحی اور الہام سے قائم کئے ہیں۔

اگر یہی بات ہے کہ احادیث کے لئے قرآن اور سنت کے علاوہ کوئی اور معیار ہے جو محض اپنی دانش اور عقل سے قائم کیا گیا ہے تو پھر مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ سنّیوں کی پیش کردہ احادیث یا شیعوں کی پیش کردہ احادیث صحیح نہ مانی جاویں۔ کیوں ایک فریق دوسرے کو ردّ کرتا ہے۔ اس کا جواب ہمیں کوئی کچھ نہیں دیتا۔ ان ساری باتوں سے بڑھ کر اور ایک بات ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعت السنّۃ میں یہ اقرار کیا ہے کہ اہل کشف جو لوگ ہوتے ہیں وہ احادیث کی صحت کے لئے محدثین کے اصول تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ بعض اوقات ایک صحیح حدیث کو ضعیف ٹھہرا سکتے ہیں یا ضعیف کو صحیح کیونکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اطلاع پاتے ہیں۔ جب یہ بات ہے تو پھر مسیح موعود جو حَکَمْ ہو کر آئے گا کیا اس کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ احادیث کی صحت اس طریق پر کر سکے؟ کیا وہ خدا تعالیٰ سے فیض نہ پا سکے گا؟ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے محروم ہوگا؟ اگر اس کو یہ مقدرت نہ ہوگی تو پھر بتاؤ کہ ایسا حَکَمْ کس کام کا اور مصرف کا ہوگا؟

اس لئے احادیث کو یہ لوگ جب مختلط کرنے لگیں تو اس امر کو کبھی بھولنا نہ چاہئے کہ قرآن اور سنت سے اس کو الگ کر لیا جاوے۔ ہمارے ضلع میں حافظ ہدایت علی صاحب ایک عہدہ دار تھے مجھے اکثر ان سے ملنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ ایک بار انہوں نے کہا کہ مَیں ان کتابوں کو جن میں مسیح اور مہدی کے آنے کا ذکر ہے دیکھ رہا تھا۔ ان میں ہزاروں نشانیاں قائم کر رکھی ہیں۔ چونکہ یہ ساری نشانیاں تو پوری ہونے سے رہیں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ اُس وقت جھگڑا ہی پڑے گا۔ یہ لوگ اُس وقت ماننے سے رہے جب تک وہ سارے نشان پورے نہ ہو لیں اور وہ نشان یک دفعہ پورے ہونے سے رہے۔ حقیقت میں ان کی فراست صحیح نکلی۔ اِس وقت وہی ہوا انکار ہی کیا گیا‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 377 تا 379۔ ایڈیشن ۲۰۰۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

شرم اور افسوس کا مقام

(قسط دوئم، آخری)

قارئین کرام! گزشتہ قسط میں ہم یہ گفتگو کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کی تبلیغ واشاعت احمدیہ مسلم جماعت کا بنیادی فریضہ ہے اور اپنے قیام کے پہلے دن سے جماعت اس پر کوشاں وگامزن ہے۔ جماعت کے مخالفین اپنے تمام حربے استعمال کرتے ہیں کہ جماعت کو تبلیغ اسلام وقرآن کی اشاعت سے روکا جائے۔ اس سلسلہ میں نمائش قرآن کریم کے خلاف مولویوں نے احتجاج کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج دہلی کے بڑے بڑے مولوی احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے لگائی جانے والی قرآن مجید کی نمائش کی تشہیر کرنے پر احتجاج کر رہے ہیں اور اپنے خیال میں اسلام کی خدمت بجا لا رہے ہیں لیکن ایک زمانہ تھا کہ خود انہیں مسلمانوں کے بزرگان اور علماء اسلام باوجود احمدیت کی مخالفت کے حق سے کام لیتے ہوئے اقرار کرتے رہے ہیں کہ احمدیہ جماعت ہی قرآن مجید کی حقیقی خدمت کر رہی ہے اور احمدیوں نے ہی قرآن مجید کی تبلیغ واشاعت کا حق اس زمانہ میں ادا کیا ہے۔ ہماری ان احتجاج کرنے والوں سے گزارش ہے کہ وہ ایک بار اپنے اکابرین کے ان حوالہ جات پر بھی نظر ڈالیں۔

احمدیہ مسلم جماعت کی قرآن مجید کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ''صدق جدید'' لکھنؤ نے اپنی ۱۲/جون ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں مندرجہ ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا:

''مشرقی پنجاب کی خبر ہے کہ اچاریہ ونوبا بھاوے جب پیدل دورہ کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک وفد نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی اور سیرت نبوی پر انگریزی کتابیں پیش کیں۔ یہ وفد قادیان کی جماعت احمدیہ کا تھا خبر پڑھ کر ان سطور کے راقم تو جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اچاریہ جی نے دورہ اودھ کا بھی کیا بلکہ خاص قصبہ دریاباد میں قیام کرتے ہوئے گئے لیکن اپنے کو اس قسم کا کوئی تبلیغی تحفہ پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی نہ اپنے کسی ہم مسلک کو ندوی، دیوبندی، تبلیغی، اسلامی جماعتوں میں سے آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقعہ اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام جماعت شاہ نکل جاتی ہے اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں''

یہی مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات پر خراج تحسین وعقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا۔

''قرآنی وعلوم کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق ومعارف کی جو تشریح وہ کر گئے ہیں اُس کا بھی ایک بلند ممتاز مرتبہ ہے۔'' (صدق جدید لکھنؤ ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

جماعت احمدیہ کے ایک شدید معاند مولوی ظفر علی خان صاحب مدیر ''زمیندار'' لاہور نے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:......مرزا محمود کے پاس قرآن ہے قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے تم میں سے ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن پڑھا؟

مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اُس کے ایک اشارہ پر اُس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی۔ تف ہے تمہاری غداری پر۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں جو مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا اگاڑ رکھا ہے۔ (تقریر جلسہ مسجد خیر الدین امرتسر منقول از ایک خوفناک سازش مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری ادارہ اسلام ۱۹۵۔۱۹۶)

اسی طرح جماعت احمدیہ کی مسلسل معجزانہ کامیابیوں کا اعتراف کرتے ہوئے بانی جماعت اسلامی مولوی سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے رسالہ ترجمان القرآن کے مدیر نے لکھا:-

''میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام ناقل) کو اپنے مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی۔ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بے حد وحساب نظر آتی ہیں......ایسا کیوں ہے؟

ایک شخص خدا اور اُس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے۔ تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر دفعہ ذلیل ونامراد ہو گے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں.....ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لایئے۔ کس قدر زوردار تحریک اُٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کے لئے ختم ہو کر رہ گئی۔''

(ترجمان القرآن اگست 1954ء صفحہ 57-58)

ایک طرف تو احمدیہ مسلم جماعت کی قرآن مجید سے متعلق یہ عظیم خدمات ہیں جن کا اعتراف خود مخالفین کے آباء واجداد کو ہے۔ دوسری طرف ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ مولویوں اور اُمت کے ان نام نہاد علماء نے قرآن مجید کی اشاعت تعلیم وتربیت کے حوالہ سے کیا خدمات کی ہیں۔

آج اُمت مسلمہ کا ایک کثیر طبقہ علوم قرآن ومعارف قرآن کو سمجھنا تو دور سادہ قرآن مجید پڑھنا بھی نہیں جانتا۔ قرآن مجید کی ضرورت صرف قسم اُٹھاتے وقت محسوس کی جاتی ہے۔ اُمت کی اکثریت قرآن سے دور ہو چکی ہے اور احکام الٰہی پر گامزن نظر نہیں آتی۔ اس بات کا اقرار سب ذی شعور مسلمانوں کو ہے۔ بطور نمونہ اخبار سہ روزہ دعوت دہلی مورخہ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۱ء کے صفحہ ۵ پر مضمون ''قرآن پاک سے یہ کیسا تعلق ہے؟'' کے چند اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔

''مسلمان کتنے خوش نصیب ہیں کہ انہیں قرآن مجید کی شکل میں ایک بیش بہا دولت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے لیکن کیا یہ بدبختی نہیں ہے کہ مسلمان حامل قرآن تو ہیں لیکن قرآن سے ان کا تعلق رسمی ہو کر رہ گیا ہے قرآن کے حامل ہیں لیکن قرآن پڑھنا گوارا نہیں، قرآن تلاوت کرتے ہیں لیکن اس کے پیغام سے ناواقف ہیں، قرآن سمجھتے ہیں لیکن عمل کی کوشش نہیں کرتے، قرآن سناتے ہیں، قرآن کی عظمت بیان کرتے ہیں، قرآن کے پیغام کو عام کرنے کا پیغام بناتے ہیں، قرآن کے نفاذ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اپنی زندگی میں احکام قرآنی پر عمل نہیں کرتے۔ قرآنی ہدایات کی نت نئی تعبیریں کرتے ہیں قرآنی اصولوں کو اپنانے کی کوشش نہیں کرتے اور زمانے کی ترقی اور تبدیلی کا بہانہ بناتے ہیں۔۔۔

اُمت مسلمہ کا جائزہ لیجیے ملت کا کیا حال ہے؟ قرآن کے قاری بھی ہیں، حافظ بھی ہیں، قرآن سنتے بھی ہیں، سناتے بھی ہیں، لیکن کیا قرآن حلق سے نیچے اترا ہے۔ یا صرف مخارج تک محدود ہے''۔

قارئین! اس کے مقابل احمدیہ مسلم جماعت نے ۷۰ سے زائد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کر کے دنیا کے لوگوں تک خدا کے پیغام کو پہنچایا اور قرآن مجید کی تعلیم کو ساری دنیا میں پہنچانے کیلئے مشن اور مراکز اور مبلغین کا نظام قائم کیا۔ مخالفین کی طرف سے سوائے گالی گلوچ، جھگڑا بازی اور شدت پسندی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ مخالفین احمدیت نے احتجاج کر کے ماہ ستمبر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے لگائی جانے والی قرآن مجید کی نمائش کو بند کروانے کی کوشش کی ہے لیکن ہم ساری دنیا کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے قیام کا مقصد قرآن مجید کی اشاعت وترویج ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں کہ جماعت اپنے مقصد سے پیچھے ہٹ جائے۔ ہم اُس قرآن مجید کو جو سرور کائنات فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر نازل ہوا ساری دنیا میں پھیلا کر رہیں گے۔ کیونکہ آج اس قرآن مجید کے ذریعہ ہی دنیا کی ہدایت وابستہ ہے۔

احمدیہ جماعت کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی جماعت کے ترقی کی جانب بڑھنے والے قدموں کو مخالفین نے اپنی اوچھی اور گری ہوئی حرکتوں کے ذریعہ روکنا چاہا ہے جماعت پہلے سے بڑھ کر کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوئی ہے اور مخالفین کے حصہ میں سوائے ندامت اور حسرتوں کے اور کچھ نہیں آیا۔ اس بات کا اقرار خود مخالفین نے کیا ہے۔ چنانچہ اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے جماعت اسلامی کا رسالہ المنبر اپنی ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا....ان میں سید نذیر حسین صاحب دھلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور اُن کا اثر ورسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگر چہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام تر کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔'' (المنبر لائلپور 23/مارچ 1956ء)

قارئین کرام! یہ نصف صدی پہلے کا اعتراف حقیقت ہے اس کے بعد کی نصف صدی کی جماعت احمدیہ کی عالمگیر کامیابیوں اور فتوحات کی داستان تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے اس عرصہ میں مخالفت کا سلسلہ بھی جاری رہا اور اُن کی افسوس ناک اور ذلیل کن ناکامیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جماعت احمدیہ، قادیان کی چھوٹی سی بستی سے نکل کر آج دنیا کے ۲۰۰ ممالک میں پھیل چکی ہے اور ان مخالفین کے لئے کف افسوس ملنے کے بعد حسد کی آگ میں جلنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ان مخالفین کو کس تحدی سے فرماتے ہیں۔

''میں نصیحتاً للہ مخالف علماء اور اُن کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہوں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ آپ اگر اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر

(باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کا ذکر خیر

وہ لوگ جو وجہ اللہ میں محو ہو جاتے ہیں وہ نئی زندگی حاصل کر لیتے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں آجاتے ہیں۔

میری والدہ کا نمازوں میں انہماک اور مغرب کو عشاء سے جوڑنا اور عشاء گھنٹوں لمبی چلنا میرے سامنے ایک نمونہ ہے۔

اے میرے پیارے خدا! تُو میری والدہ سے وہ سلوک فرما جو اُس نے اپنی دعا میں تجھ سے چاہا اور ہم جو اُن کی اولاد ہیں......ہمیں بھی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹے رکھنا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 5/اگست 2011ء بمطابق 5/ظہور 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ– بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِ کْرَامِ (الرحمٰن:27-28)

ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ ہر چیز جو اس پر ہے (یعنی زمین پر ہے یا کائنات میں ہے) فانی ہے اور باقی رہنے والا صرف تیرے ربّ کا جاہ و اکرام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے اور ایک ساعت تیرے ربّ کی رہ جائے گی''۔

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 231)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

''ہر ایک چیز کیلئے بجز اپنی ذات کے موت ضروری ٹھہرا دی''۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 165)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے علاوہ ہر چیز کے لئے موت ضروری ٹھہرا دی ہے۔ پھر اپنے ایک شعری کلام میں جو آپ نے 'محمود کی آمین' کے نام سے منظوم فرمایا۔ یہ نظم آپ نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سیدنا محمود مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمین پر لکھی تھی جو دعائیہ اشعار اور نصائح سے پُر نظم ہے۔ ان اشعار میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان دعاؤں اور نصائح میں دوسرے دو بیٹوں کو بھی شامل فرمایا بلکہ پوری جماعت ہی اس میں شامل ہے۔ یہ لمبی نظم ہے۔ اس میں ایک جگہ دنیا کے عارضی ہونے اور اس سے بے رغبتی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ؂

دنیا بھی اک سرا ہے، بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جُدا ہے

پھر آگے ایک مصرعہ ہے کہ

شکوہ کی کچھ نہیں جا، یہ گھر ہی بے بقا ہے

(محمود کی آمین، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 323)

پس وہ امام الزمان جو اس زمانہ میں بندے کو خدا سے قریب کرنے آئے تھے وہ اپنی اولاد کی خوشی کے موقعہ پر بھی اپنی اولاد کو بھی، اپنی نسل کو بھی اور اپنی جماعت کو بھی اس طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ ہماری حقیقی خوشی اپنے خدا سے تعلق پیدا کرنے اور اُس کی رضا کے حصول میں ہے۔ دنیا خوشیاں مناتی ہے تو عجیب وغریب قسم کی بدعات کو فروغ دیتی ہے، لغویات میں پڑتی ہے، دنیاوی دکھاووں کے لئے خوشیاں منائی جا رہی ہوتی ہیں لیکن آپ نے یہ سبق دیا کہ ہماری تمام تر توجہات کیونکہ خدا کی طرف ہونی چاہئیں اس لئے ہمارے ہر عمل یا اعمال خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہوں۔ اور جب اس چیز کا ادارک پیدا ہو جائے گا تو ہماری غمی اور خوشی کے دھارے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی طرف بہ رہے ہوں گے۔ آپ علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل کے لئے آئے تھے، آپ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کی بات ہوسکتی تھی کہ آپ کی اولاد اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے والی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبنے والی ہو اور اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب جو قرآنِ کریم کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اُسے پڑھنے والے اور اُس پر عمل کرنے والے ہوں۔ پس جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل فرمایا تو آپ نے ایک دعوت کا اہتمام فرمایا اور اُس تقریب کے لئے خاص طور پر یہ نظم لکھی جس کا ہر شعر جیسا کہ مَیں نے کہا پُر درد دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نصائح سے پُر ہے۔ اس خوشی پر بھی آپ نے اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے اپنی اولاد اور متبعین کو یہ توجہ دلائی کہ دنیا اور دنیا والوں سے دل نہ لگانا۔ خدا کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ یہی زندگی کا مقصد ہے۔ ایک وقت آئے گا جب دنیا اور اس کی تمام چیزیں یہیں رہ جائیں گی اور انسان اس دنیا سے رُخصت ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں ؂

شکوہ کی کچھ نہیں جا، یہ گھر ہی بے بقا ہے

پس جب یہ دنیا اور اُس کی چیزیں باقی رہنے والی نہیں تو پھر اس سے دل لگانا بھی بے فائدہ ہے۔ پھر شکوہ کیسا؟ اگر ہمیشہ کا فائدہ حاصل کرنا ہے تو اُس ہستی سے تعلق جوڑ کر حاصل کیا جا سکتا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور ہمیشہ رہنے والی ذات خدائے ذوالجلال والاکرام کی ذات ہے۔ پس یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے دو اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ہر چیز میں زوال ہے۔ آہستہ آہستہ اُس نے ختم ہونا ہے اور ہر انسان کی آخری منزل موت ہے لیکن پھر ساتھ ہی اس طرف بھی توجہ دلائی، دوسری بات یہ کہی کہ مومنوں کو، ایمان لانے والوں کو، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرنے والوں کو یہ بھی اُمید رکھنی چاہئے کہ جو بندے اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں، اُس کی تلاش میں رہتے ہیں، اپنی نسلوں کی نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے تربیت کرتے ہیں، اپنی روحانیت بڑھانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، قرآنی تعلیمات کے پابند رہنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس زندگی سے جو دنیاوی زندگی ہے، اس سے تو بیشک گزر جاتے ہیں یا اُن کی یہ زندگی تو ختم ہو جاتی ہے لیکن ایک اور زندگی جو دائمی زندگی ہے جو اس دنیاوی زندگی سے جانے کے بعد انسان کو ملتی ہے اُس کو پا لیتے ہیں، اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیار بھری آواز سنتے ہیں کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر:30-31)۔ پس آ اور میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا۔ اور آ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانے میں اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ بندے کو خدا سے ملائیں۔ اُسے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ کا مضمون سمجھائیں تا کہ اُسے دائمی جنتوں اور دائمی زندگی کا وارث بنائیں۔ اس نظم میں جو خوشی کے موقع پر لکھی گئی، اس مضمون کا اظہار فرمایا کہ دائمی زندگی کی تلاش کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو پائے بغیر زندگی نہیں مل سکتی۔ خدا تعالیٰ کو حاصل کئے بغیر یہ دائمی زندگی نہیں مل سکتی۔ قرآنِ کریم میں سورۃ قصص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (القصص:89) اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی معبود کو مت پکار۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے جس کی طرف اُس کی توجہ ہو، (یعنی خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہو۔ وہی بچنے والی چیز ہے۔ باقی سب ہلاک ہونے والی چیزیں ہیں) حُکم اُسی کے اختیار میں ہے اور اُسی کی طرف سب کا

لوٹنا ہے۔

پس یہ مضمون ہے جو ہمیں یاد رکھنا ہے۔ یہ وہ طریق ہے جسے ہم نے اپنانے کی کوشش کرنی ہے۔ یہ وہ مقصود ہے جسے ہم نے حاصل کرنا ہے کہ یہی ہماری پیدائش کا مقصد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) کہ ہم نے جنّ وانس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔ پس یہ عبادت کا مفہوم اُس وقت سمجھ آئے گا، اُس وقت اس پر عمل کی کوشش ہوگی جب انسان اس یقین پر قائم ہوگا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کہ اُس یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام چیزیں ہلاک ہونے والی اور فناء ہونے والی ہیں سوائے اُس کے جس کی طرف اللہ کی توجہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کی طرف توجہ کرتا ہے جو نیک نیتی سے اُس کی عبادت کی کوشش کرتے ہیں۔ اُسے ایک مانتے ہوئے اُس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب عبادت کے طریق بتائے ہیں، تو عبادت کے ان معیاروں کو حاصل کرنے اور اُنہیں صیقل کرنے کے لئے مختلف مواقع بھی پیدا فرمائے ہیں۔ یہ رمضان المبارک جس میں سے ہم گزر رہے ہیں یہ بھی ہر سال اس لئے آتا ہے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کر کے اپنے آپ کو ہلاکت سے بچائیں۔ اپنی نیکیوں کے معیاروں کو بڑھائیں۔ اپنی روحانیت کے معیار اونچے کریں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو ان مواقع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی بندگی کی ادائیگی کے لئے اُس کا عبد بننے کے لئے تمام سال کوشاں رہتے ہیں۔ اور مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وہی کوشاں رہتے ہیں، وہی کوشش کرتے ہیں جو اس بات کو بھی سامنے رکھتے ہیں کہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اور صرف ایک ہستی ہے جس کو نہ زوال ہے، نہ موت ہے۔ اور ہم نے مرنے کے بعد اُس کے حضور حاضر ہونا ہے جہاں ہمارے عملوں کا حساب ہوگا۔ پس كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ بیشک موت برحق ہے، اس سے تو کوئی فرار نہیں۔ کوئی انسان نہیں جو موت سے بچ سکے۔ لیکن جو لوگ وجہ اللہ میں محو ہو جاتے ہیں وہ نئی زندگی حاصل کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں آجاتے ہیں۔

یہاں پھر مَیں واپس اُسی مضمون کی طرف جاتا ہوں کہ وَجْهُ اللّٰه میں محو ہونے والے کون لوگ ہیں؟ وہ وہی لوگ ہیں جو اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے والے ہیں۔ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے والے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس دنیا میں، اس مضمون کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس مضمون کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ رمضان ہمیں اس مقصد کے قریب تر کرنے والا ہو جو ہمارے بزرگوں نے جو اس مضمون کو سمجھتے ہوئے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اُس پر چلنے کے لئے جو دعائیں اور کوششیں کی تھیں، نئی نسل میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ہم بھی اپنی حالتوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ جب کوئی اپنا پیارا اور بزرگ اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس مضمون کی طرف مزید توجہ پیدا ہوتی ہے اور یقیناً ہر اُس شخص کو اس مضمون کی طرف توجہ پیدا ہونی چاہئے جس کو خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ہے۔

گزشتہ دنوں میری والدہ کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مَیں جب بھی اُن کی زندگی پر غور کرتا ہوں، اُن کی عبادت کے معیار مجھے نمونہ نظر آتے ہیں۔ اُن کا قرآنِ کریم پر غور کرتے ہوئے گھنٹوں پڑھنا مجھے نمونہ نظر آتا ہے۔ اُن کی نمازوں میں انہماک اور مغرب کو عشاء سے جوڑنا اور پھر عشاء گھنٹوں لمبی چلنا، وہ میرے سامنے ایک نمونہ ہے۔ میری والدہ وہ تھیں جنہوں نے گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تو نہیں دیکھا لیکن ابتدائی زمانہ دیکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیار اور دعائیں حاصل کیں۔ صحابہ اور صحابیات سے فیض پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کے زمانے کے زیرِ اثر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی بیٹی اور بچوں میں دوسرے نمبر پر ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے براہِ راست فیض یاب ہونے والوں کی صحبت کا اثر اُن میں نمایاں تھا۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، بول چال، رکھ رکھاؤ میں ایک وقار تھا اور وقار بھی ایسا جو مومن میں نظر آنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سے لَو لگانے کی ایک تڑپ تھی۔ اس تڑپ کا اظہار آپ نے اپنے شعروں میں بھی کیا ہے۔ مَیں یقیناً جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپ کی نمازوں میں انہماک کو دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے شعر وادیوں میں بھٹکنے والے شاعروں کی زبان دانی اور سطحی الفاظ نہیں تھے بلکہ دل کی آواز تھی۔ ایک نظم ہے، اُس کے چند شعر میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں کہ ؎

محبت بھی، رحمت بھی، بخشش بھی تیری　　　میں ہر آن تیری رضا چاہتی ہوں
اطاعت میں اُس کی سبھی کچھ ہی کھو کر　　　میں مالک کا بس آسرا چاہتی ہوں
میرے خانۂ دل میں بس تو ہی تو ہو　　　میں رحمت کی تیری رِداء چاہتی ہوں

ایک مرتبہ ایک جنازہ گزر رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ وہاں کھڑے تھے، صحابہ نے اُس مرنے والے کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ بعد میں یہ پوچھنے پر کہ کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا۔ جنت واجب ہوگئی کیونکہ جس کی نیکیوں کی لوگ تعریف کریں اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ میری والدہ کی وفات پر جو بیشمار تعزیتی خطوط آرہے ہیں اور جن سے اُن کا براہِ راست واسطہ پڑتا رہا، سب ہی اُن کے مختلف اوصاف کی تعریف لکھ رہے ہیں۔ پس مختلف لوگوں کے یہ خطوط اور جو مَیں نے اُنہیں دیکھا ہے اُس سے امید ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس دعا کو کہ 'میں رحمت کی تیری رِداء چاہتی ہوں' قبول کرتے ہوئے اپنی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لیا ہوگا۔

اے میرے پیارے خدا! تو میری والدہ سے وہ سلوک فرما جو اُس نے اپنی اس دعا میں تجھ سے چاہا اور ہم جو اُن کی اولاد ہیں ہمیں بھی اس مضمون کو سمجھنے والا بنا۔ ہمیں بھی اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹے رکھنا اور ہم کبھی اُن توقعات سے دور جانے والے نہ ہوں جو آپ نے اپنی اولاد سے کیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کی آئندہ نسلوں کو بھی اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کے متعلق مختصراً بعض باتوں کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آپ حضرت مصلح موعودؓ کی سب سے بڑی بیٹی اور بچوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بعد دوسرے نمبر پر تھیں۔ آپ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ جو حضرت اُمّ ناصرؓ کے نام سے جانی جاتی ہیں اُن کے بطن سے اکتوبر 1911ء میں پیدا ہوئیں۔ حضرت اُم ناصرؓ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا واقعہ بھی مختصر بیان کر دیتا ہوں۔ یہ نکاح 1902ء میں ہوا۔ حضرت اُمّ ناصر سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب وہ ہیں جن کی مالی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اب یہ مالی قربانیاں نہ بھی کریں تو جو کر چکے ہیں وہ بھی بہت ہیں۔ (ماخوذ از تقاریر جلسہ سالانہ 1926ء انوار الاسلام جلد 9 صفحہ)

لیکن بہر حال وہ پھر بھی آخر دم تک مالی قربانیاں کرتے رہے۔ 1902ء میں نکاح ہوا تھا۔ اکتوبر 1903ء میں شادی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت ڈاکٹر صاحب کو یہ رشتہ تجویز کیا، اس کی تحریک فرمائی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب کو لکھا کہ "اس رشتے پر محمود بھی راضی معلوم ہوتا ہے اور گو ابھی الہامی طور پر اس بارے میں کچھ معلوم نہیں...... مگر محمود کی رضامندی ایک دلیل اس بات پر ہے کہ یہ امر غالباً واللہ اعلم جنابِ الٰہی کی رضامندی کے موافق انشاء اللہ ہوگا۔

(تاریخِ احمدیت جلد چہارم صفحہ 45 مطبوعہ ربوہ)

یقیناً یہ رشتہ جنابِ الٰہی کی رضامندی سے تھا کہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رِداء پہنائی۔

میری والدہ کا نکاح 2/جولائی 1934ء کو میرے والد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ساتھ ہوا جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بیٹے تھے اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی نکاح ہوا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسجد اقصیٰ قادیان میں ایک لمبا خطبہ ارشاد فرمایا۔ ان ہر دو نکاح میں پہلا نکاح حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کا اور دوسرا جیسا کہ مَیں نے کہا میرے والد، والدہ کا تھا۔ یہاں اُس خطبہ کے بعض حصے خاص طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ عام طور پر تو پوری جماعت کے لئے ہے، لیکن خاص طور پر خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد کے لئے کہ اس کو سُن کر اِن کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور میری والدہ جو ہمیشہ اپنوں اور غیروں کی تربیت کے لئے کوشاں رہیں، اُن کے اعلیٰ معیار کے لئے کوشاں رہیں اُن کو بھی اس کا ثواب مل جائے کہ اُن کی وفات کی وجہ سے میری اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ :

"وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) سے مراد ہے یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزِ کامل۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اگر اُس وقت ایسا شخص مبعوث ہو چکا ہو جسے میرا وجود کہا جا سکے تو وہ اس دجال کا مقابلہ کرے گا ورنہ سوائے اس کے اور کوئی صورت نہ ہوگی کہ مسلمان اس دجال سے لڑ کر مر جائیں۔

اس عظیم الشان فتنہ کے مقابلہ کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی کی ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ اپیل کی ہے کہ میں یہ امید کرتا ہوں کہ جب یہ فتنہ عظیم پیدا ہوگا تو اہلِ فارس میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے جو تمام قسم کے خطرات اور مصائب کو برداشت کرتے ہوئے پھر دنیا میں ایمان قائم کر دیں گے"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ: "مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ خالی پیشگوئی ہی نہیں بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آرزو ہے۔ ایک خواہش ہے۔ ایک امید ہے۔ اور یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ خدا کا رسول ابنائے

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالبِ دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

فارس سے کیا چاہتا ہے؟ اس فتنہ سے خطرات کے لحاظ سے بہت کم، نتائج کے لحاظ سے بہت کم، زمانے اور اثرات کے لحاظ سے بہت کم، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی فتنہ اُٹھا۔ صحابہ نے اُس وقت جو نمونہ دکھایا وہ تاریخ کی کتابوں میں آج تک لکھا ہے''۔ (اور پھر آپ نے اُس کی تفصیل بیان فرمائی کہ صحابہ نے کیا نمونہ دکھایا، کس طرح اُنہوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔) پھر حضرت مصلح موعود آگے جا کر اُس جنگ کا ذکر کرتے ہیں جو فتح مکہ کے بعد ہوئی اور جس میں نو مسلم بھی شامل ہوئے تھے اور اُن کو اپنی تعداد پر بڑا زُعم اور بھروسہ تھا، اُس پر تکبر کر رہے تھے لیکن کفار کے تیروں کی جب بارش پڑی ہے تو اُس کے آگے ٹھہر نہ سکے اور اُن نو مبائعین کی کمزوری ایمان کی وجہ سے یا ٹریننگ نہ ہونے کی وجہ سے جب اُن سب کے گھوڑے بِدکے ہیں تو اُنہوں نے جو پرانے صحابہ تھے اُن کے صفوں میں بھی بے ترتیبی پیدا کر دی، کھلبلی مچا دی، جس کی وجہ سے اُن کے گھوڑے بھی بِدکنے لگے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف دس بارہ صحابہ رہ گئے۔ تب صحابہ کو بلکہ خاص طور پر انصار کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو کہہ کر یہ اعلان کروایا کہ انصار! خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ اُس وقت جب ان سب کے گھوڑے بدک رہے تھے اور باوجود موڑنے کے نہیں مڑ رہے تھے، صحابہ کہتے ہیں کہ ہم اتنی زور سے اُس کی لگامیں کھینچتے تھے کہ اُن کی گردنیں مُڑ کے پیچھے لگ جاتی تھیں لیکن اُس کے باوجود جب ڈھیلی چھوڑو پھر گھوڑے واپسی کی طرف دوڑتے تھے تو اُس وقت جب یہ اعلان ہوا کہ خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے تو صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا لگا جیسے ہمارے جسموں میں ایک بجلی سی دوڑ گئی ہے۔ سواریوں کو قابو کرنے کی کوشش کی تو پھر بھی نہیں مڑتی تھیں، کسی کی سواری مڑ سکی تو سواری پر چڑھ کر ورنہ پھر اس آواز کے بعد اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کی گردنیں اُڑاتے ہوئے، اُن کی گردنیں کاٹ کر اور وہیں اُن کو گرا کے پیدل ہی چند منٹ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر جمع ہو گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''اُس آواز سے زیادہ شان کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ یقین کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ اعتماد کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ محبت کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ اُمید کے ساتھ خدا کے رسول نے تیرہ سو سال پہلے کہا تھا کہ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ الْفَارِسِ جب میری اُمت پر وہ وقت آئے گا کہ جب اسلام مٹ جائے گا، جب دجال کا فتنہ روئے زمین پر غالب آ جائے گا، جب ایمان مفقود ہو جائے گا، جب رات کو انسان مومن ہوگا اور صبح کافر، صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر، اُس وقت میں اُمید کرتا ہوں کہ اہلِ فارس میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے جو پھر اس آواز پر جو میری طرف سے بلند ہوئی ہے لبیک کہیں گے۔ پھر ایمان کو ثریا سے واپس لائیں گے۔ ان الفاظ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی ''رَجُل'' نہیں کہا بلکہ ''رِجَال'' کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اشاعتِ اسلام کی ذمہ داری رجلِ فارس پر ہی ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ اُس کی اولاد پر بھی وہی ذمہ داری عائد ہوگی اور اُن سے بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسی چیز کی اُمید رکھتے ہیں جس کی امید آپ نے رجلِ فارس سے کی۔ یہ وہ آواز ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناامیدی کی تصویر کھینچنے کے بعد جس سے صحابہ کے رنگ اُڑ گئے اور اُن کے دل دھڑکنے لگ گئے تھے اُن کے دلوں کو ڈھارس دینے کے لئے بلند کی۔ اور یہ وہ امید و اعتماد ہے جس کا آپ نے ابنائے فارس کے متعلق اظہار کیا''۔ فرماتے ہیں کہ ''مَیں اس امانت اور ذمہ داری کو ادا کرتا ہوں اور آج ان تمام افراد کو جو رجلِ فارس کی اولاد میں سے ہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام پہنچاتا ہوں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کی تباہی کے وقت اُمید ظاہر کی ہے کہ لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسِ اور یقین ظاہر کیا ہے کہ اس فارسی النسل موعود کی اولاد دنیا کی لالچوں، حرصوں اور ترقیات کو چھوڑ کر صرف ایک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے گی اور وہ کام یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا جائے۔ ایمان کو ثریا سے واپس لایا جائے اور مخلوق کو آستانہ خدا پر گرایا جائے، یہ امید ہے جو خدا کے رسول نے کی۔ اب مَیں اُن پر چھوڑتا ہوں وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ خواہ میری اولاد ہو یا میرے بھائیوں کی، وہ اپنے دلوں میں غور کر کے اپنی فطرتوں سے دریافت کریں کہ اس آواز کے بعد اُن پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

(ماخوذ از خطبات محمود (خطبات نکاح) جلد سوم صفحہ 342 تا 345)

اللہ کرے کہ ہم جو اُس رجل فارس سے منسوب ہونے والے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس درد بھرے پیغام کو سمجھ کر اپنی ذمہ داری ادا کرنے والے ہوں۔ ہماری اولادیں اس کی ذمہ داری ادا کرنے والی ہوں۔ ہمارے خاندان کی جو بزرگ ہستی ہم سے جُدا ہوئی ہے اُس کا جدا ہونا خاندان کے افراد کو خصوصاً اور افرادِ جماعت کو عموماً اُس اہم فریضے کی طرف توجہ دلانے والا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے سپرد فرمایا ہے جس کا اظہار کئی بار مختلف موقعوں پر آپ نے فرمایا کہ مَیں جماعت کے کیا معیار دیکھنا چاہتا ہوں۔

اپنی والدہ کی زندگی کے متفرق واقعات کا بھی مَیں ذکر کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی دنیاوی اور دینی تعلیم پر اُس وقت کے حالات کے مطابق زور دیا، آپ کو پڑھایا، آپ کو ایف۔ اے تک تعلیم دلوائی، پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت سیدۃ امۃ الحئی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اظہار فرمایا تھا کہ میرے ذہن میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایک سکیم آئی ہے اس کا عملی اظہار 17/مارچ 1925ء کو ہوا جب ایک مدرسہ کھولا گیا اور میری والدہ بھی اس مدرسہ کی ابتدائی طالبات میں سے تھیں۔ 1929ء میں اس مدرسے کی کل سات خواتین نے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور سب کامیاب رہیں جن میں آپ بھی شامل تھیں''۔ (ماخوذ از تاریخ لجنہ۔ جلد اول صفحہ 169)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے بچوں کی آمین پر بھی ایک نظم لکھی جو دعاؤں سے پُر ہے۔ بعض بڑے بچوں کا اس میں ذکر فرمایا۔ میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کا بھی اُس میں ذکر فرمایا۔ اُن کے ذکر میں فرماتے ہیں، کہ

وہ میری ناصرہ وہ نیک اختر   عقیلہ باسعادت پاک جوہر

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 265۔ مطبوعہ ربوہ)

(الفضل نمبر 3 جلد 19، مورخہ 7 جولائی 1931ء صفحہ 2 و کلام محمود مع فرہنگ صفحہ 206 مطبوعہ قادیان 2008)

یہ خصوصیات صرف باپ کے پیار کی وجہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نظر نہیں آئیں بلکہ میری والدہ کے ساتھ کام کرنے والیاں لجنہ اماء اللہ کی بہت ساری ممبرات ہیں، جنہوں نے لمبا عرصہ اُن کے ساتھ کام کیا ہے، وہ بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ اُن کے ساتھ ایک کام کرنے والی پرانی صدر نے لکھا کہ لجنہ کی تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔ اس کے لئے نئے سے نئے طریق سوچتی تھیں۔ نئی تدابیر اختیار کرتی تھیں، ہمیں بتاتی تھیں۔ یہ کوشش تھی کہ ربوہ کی ہر بچی اور ہر عورت تربیت کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہو۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اگر پردہ کے معیار کو گرا ہوا دیکھا تو سڑک پر چلنے والی کو، عورت ہو یا لڑکی یا لڑکیوں کو اس طرح چلتے دیکھا جو کہ احمدی لڑکی کے وقار کے خلاف ہے تو وہیں پیار سے اُس کے پاس جا کر اُسے سمجھانے کی کوشش کرتیں۔ بتاتیں کہ ایک احمدی بچی کے وقار کا معیار کیا ہونا چاہئے۔ پردے کے ضمن میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر کا ایک حصہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خلافت کا جو پہلا جلسہ تھا اس پر لجنہ کے جلسہ گاہ میں آپ نے جو تقریر فرمائی، اُس میں پردے کا بھی ذکر فرمایا۔ اُس ضمن میں ہماری والدہ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ہماری ایک باجی جان ہیں، اُن کا شروع سے ہی پردہ میں سختی کی طرف رجحان رہا ہے، کیونکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت میں جو پہلی نسل ہے اُن میں سے وہ ہیں۔ جو گھر میں مصلح موعود کو اُنہوں نے کرتے دیکھا جس طرح بچیوں کو باہر نکالتے دیکھا ایسا اُن کی فطرت میں رَچ چکا ہے کہ وہ اس عادت سے ہٹ ہی نہیں سکتیں۔ ان کے متعلق بعض ہماری بچیوں کا خیال ہے کہ اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انہیں کچھ نہ کہو۔ پاگل ہو گئے ہیں، پُرانے وقتوں کے لوگ ہیں۔ ایسی باتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگلے وقت کونسے؟ مَیں تو اُن اگلے وقتوں کو جانتا ہوں، (فرماتے ہیں کہ) مَیں تو اُن اگلے وقتوں کو جانتا ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے وقت ہیں۔ اس لئے ان کو اگر اگلے وقتوں کا کہہ کر کسی نے کچھ کہنا ہے تو اُس کی مرضی ہے وہ جانے اور خدا کا معاملہ جانے، لیکن یہ جو میری بہن ہیں واقعۃً تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس بات پر سختی کرتی ہیں۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ مستورات فرمودہ 27، دسمبر 1982ء۔ بحوالہ الازھار لذوات الخمار جلد دوم حصہ اول صفحہ 8)

پھر جب لمبا عرصہ لجنہ کی صدر رہی ہیں تو یہ کوشش تھی کہ ربوہ کی پوزیشن ہمیشہ پاکستان کی تمام مجالس میں نمایاں رہے، اس کے لئے بھرپور کوشش کرتی تھیں۔ صرف نمبر لینے کے لئے نہیں، جس طرح کہ بعض صدرات کا یا ذیلی تنظیموں کے قائدین و زعماء کا کام ہوتا ہے بلکہ اس سوچ کے ساتھ کہ ربوہ میں خلیفۂ وقت کی موجودگی ہے اس لئے بھی کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ چراغ تلے اندھیرا۔ کہ خلیفہ وقت کی موجودگی کے باوجود ان کا معیار دوسروں سے نیچے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود تھی۔

ایک لکھنے والی مجھے لکھتی ہیں کہ آپ کے فیصلے بڑے دوررَس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ مشورے ضرور لیتی تھیں اور ہر صاحبِ مشورہ کا بہت احترام کرتی تھیں۔ مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ مَیں بڑا عرصہ اپنے محلے کی صدر لجنہ رہی۔ تعلیم و تربیت اور علم میں اضافے کے لئے ایک یہ بھی آپ نے اپنے ہر ممبر کو کہا ہوا تھا کہ درِّ ثمین یا کلامِ محمود سے ہر اجلاس میں دو شعر یاد کر کے آؤ۔ تو لکھتی ہیں اس سے یہ فائدہ ہوا کہ جہاں شعروں کے ذریعہ علم و عرفان اور روحانیت میں اضافہ ہوتا تھا وہاں اجتماعوں کے موقعوں پر بیت بازی میں ربوہ کی لجنہ اول آیا کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں خود بھی بہت شعر یاد تھے اور یقیناً مجھے بھی اس بات کا علم ہے کہ اُمی کو بہت شعر یاد تھے۔ غالباً امام صاحب کی اہلیہ نے مجھے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند خواتین کے ساتھ جماعتی دورے پر

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

اُنہیں بھی میری والدہ کے ساتھ غالباً سیالکوٹ کے سفر کا موقع ملا تو آپ نے کہا کہ بجائے اس کے کہ ہم بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی باتیں کریں، گاڑی میں سفر کرتے ہوئے کار میں یا جو وین تھی، اس میں بیت بازی کرتے ہیں، سفر بھی اچھا گزر جائے گا اور ہم فضول گفتگو سے بھی بچ جائیں گے۔ تو اس طرح پھر بیت بازی ہوتی رہی اور سب نے بڑا enjoy کیا۔ یہاں یہ بھی بتا تا چلوں کہ میرے والد حضرت مرزا منصور احمد صاحب کو بھی خاص طور پر درّثمین کے بہت سے شعر زبانی یاد تھے اور یہ جو درّثمین کی ایک لمبی نظم ہے "اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار" یہ تو مجھے لگتا تھا کہ پوری نظم یاد ہے اور سفر میں جب بھی ہم جاتے تھے بیت بازی کا مقابلہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک ٹیم ابا کی بن جاتی تھی ایک اُمی کی اور ہم بچوں کو بھی شوق پیدا کرنے کے لئے اپنے ساتھ ملا لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اُمی کو قصیدہ یاد تھا۔ آخری عمر میں جب یہ محسوس کیا کہ یادداشت میں کمی ہو رہی ہے، بعض شعر یا الفاظ فوری طور پر یاد نہیں آتے تو میرے والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی نواسیوں میں سے جو بھی ساتھ سوتی تھیں، اُسے قصیدہ والی کتاب پکڑا دیتی تھیں اور خود (زبانی) پڑھتی تھیں اور یہ روزانہ کا معمول تھا کہ ستّر اشعار والا جو قصیدہ "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ" وہ مکمل ختم کر کے سوتی تھیں۔ آخر عمر تک بھی کہیں کوئی ایک آدھ مصرعہ بھول جاتی ہوں گی عموماً تمام شعر یاد تھے۔ اسی طرح مَیں نے دیکھا ہے کہ قرآنِ کریم جیسا کہ میں نے کہا، بڑے اہتمام سے غور کر کے پڑھتی تھیں۔ بسا اوقات دن کے وقت جب کام سے فارغ ہوتی تھیں، یہ نہیں کہ گھر کے کام نہیں تھے، گھر میں کام کرنے والیوں کے بھی ہاتھ بٹاتی تھیں، مختلف کاموں میں دلچسپی لیتی تھیں، لجنہ کے کام بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے تھے۔ جب کام سے فارغ ہوتی تھیں تو علاوہ اس تلاوت کے جو صبح کی نماز کے بعد کیا کرتی تھیں، دس گیارہ بجے بھی مَیں نے دیکھا ہے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قرآن کریم پڑھ رہی ہوتی تھیں اور اُن کو غور کرتے دیکھا ہے۔ لیکن یہ بھی تھا کہ یہ عادت بالکل نہیں تھی کہ بلاوجہ اپنی علمیت کا اظہار کریں لیکن مطالعہ بڑا گہرا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی گہرا تھا جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا، عربی پڑھی ہوئی تھی، عربی کتب بھی پڑھ لیتی تھیں اور اچھی عربی آتی تھی۔ پھر دوسروں کے لئے ہمدردی کا جذبہ بہت تھا۔ اپنے وسائل کے لحاظ سے جس حد تک مدد ہو سکتی تھی کرتی تھیں۔ نقد بھی اور جنس کی صورت میں بھی۔ دوسروں کو بھی توجہ دلاتی تھیں کہ فلاں قابلِ مدد ہے اس کی مدد کرو۔ اس وجہ سے بعض مخیّر لوگ جن کا آپ کے ساتھ قریبی تعلق تھا وہ آپ کو ہی رقم دے دیتے تھے کہ خود ہی تقسیم کر دیں۔ ربوہ کی کیونکہ لمبا عرصہ صدر رہی ہیں اور محلوں میں جا کر وہاں اجلاسوں میں شامل ہوتی تھیں تو اس لئے مختلف محلوں کے غریبوں سے ذاتی واقفیت بھی تھی اور اُن کے حالات کا علم بھی تھا۔

چوہدری حمید اللہ صاحب نے مجھے بتایا۔ وہ لمبا عرصہ امداد گندم کمیٹی کے صدر رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ صدر لجنہ ربوہ کی طرف سے جو سفارش امداد کی آتی تھی وہ یقین ہوتا تھا کہ مکمل تحقیق کے بعد آئی ہے اور جائز سفارش ہے۔ مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی صدارت صرف انتظامی اور دفتری حد تک نہیں تھی، بلکہ لجنہ ربوہ کی صدر ہونے کے ناطے تقریباً ہر گھر سے ذاتی رابطہ بھی تھا۔ ربوہ کی لجنہ کی تنظیم پہلے مرکزی لجنہ کے زیرِ انتظام تھی۔ جنوری 1953ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ لجنہ ربوہ کی تنظیم کو مرکز سے، مرکزی لجنہ سے علیحدہ کر دیا جائے لیکن صدر لجنہ ربوہ مرکزی عاملہ کی ممبر ہو گی۔ بہرحال اس فیصلہ کے مطابق ربوہ کے محلّہ جات کی طرف سے جب یہ رائے لی گئی کہ کس کو صدر بنایا جائے تو متفقہ طور پر صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کو صدر بنانے کی تجویز آئی۔ یہ تاریخ لجنہ میں لکھا گیا ہے۔ اور ان آراء کی روشنی میں پھر آپ کو صدر لجنہ ربوہ مقرر کیا گیا۔ غالباً 1988ء یا 89ء تک آپ صدر رہی ہیں اُس کے بعد آپ نے اپنی کمزوری صحت کی وجہ سے معذرت کی لیکن تب بھی عاملہ کے ایک ممبر کی حیثیت سے لجنہ کے کام کرتی رہی ہیں۔ غالباً سیکرٹری خدمتِ خلق رہی ہیں۔ آپ کی صدارت کے دور میں لجنہ ربوہ تقریباً ہر شعبہ میں نمایاں کارکردگی دکھاتی رہیں۔

مجھے واقف کاروں کی طرف سے تعزیت کے جو خط آ رہے ہیں اُن میں تقریباً ہر خط میں ایک بات مشترک ہے کہ جب بھی ملنے گئے بڑی خندہ پیشانی سے ملتی تھیں۔ مہمان نوازی کرتی تھیں۔ موسم کے لحاظ سے جو بھی چیز ہوتی تھی پیش کرتی تھیں۔ بچوں سے حسنِ سلوک ہوتا تھا۔ فراست اور قیافہ شناسی بھی بڑی تھی۔ چہرے دیکھ کر حالات کا اندازہ کر کے پھر حالات پوچھتیں اور دعاؤں اور نیک تدبیروں کی طرف توجہ دلاتیں۔ اولاد کی تربیت کے بارے میں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دلاتیں۔ یہاں مہمان نوازی کا ذکر ہوا ہے تو بتا دوں کہ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ لمبا عرصہ لجنہ کی صدر رہیں۔ تو ربوہ کے مختلف محلّہ جات کی صدرات تھیں اور عاملہ ممبرات کے اجلاس بڑا لمبا عرصہ ہمارے ہی گھر میں ہوتے تھے۔ ہمارے گھر کا ایک بڑا وسیع برآمدہ تھا، پینتیس چالیس فٹ لمبا تو کم از کم ہو گا اُس میں انتظامات ہوتے تھے۔ اور اجلاس والے دن ہمیں عصر کے فوراً بعد گھر سے نکلنا پڑتا تھا کیونکہ پھر تمام کمروں کے راستے بند ہو جاتے تھے اور گھر پر لجنہ کا قبضہ ہوتا تھا۔ اگر اندر ہیں تو پھر دو گھنٹے کمرے کے اندر ہی رہنا پڑتا تھا کیونکہ راستہ کوئی نہیں۔ اور پھر یہ کہ اتنے بڑے مجمع کی عورتوں کی جو تعداد تھی ڈیڑھ دو سو عورت ہوتی تھی ان کو چائے یا شربت جو بھی موسم کے لحاظ سے ضروری چیز ہوتی تھی وہ پیش کی جاتی تھی، ساتھ کھانے کے لئے کچھ پیش ہوتا تھا۔ اور یہ سب کچھ وہ اپنے طور پر کرتی تھیں۔

مہمان نوازی کے بارہ میں میرے ایک کلاس فیلو سعید صاحب تھے انہوں نے لکھا کہ مَیں ایک دفعہ تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ایک حاجی صاحب ہوتے تھے جو کبھی کبھی آیا کرتے تھے۔ وہ آئے تو آپ صحن میں پھر رہی تھیں۔ باہر سے ہی ان کی آواز سن لی، تو میری والدہ نے مجھے آواز دی کہ جاؤ حاجی صاحب آئے ہیں۔ اُنہیں اندر بٹھاؤ اور کھانے کا وقت ہے پوچھو کہ کھانا تو نہیں کھانا؟ تو اس طرح مہمان نوازی کی طرف بہت توجہ تھی۔

دوسروں کی ہمدردی کا ذکر ہے تو ایک صاحب نے مجھے لکھا کہ اُن کے علم میں (میری والدہ کے علم میں) آیا کہ اُن کے حالات اچھے نہیں ہیں اور پھر بچوں کو بھی باہر بھجوانے کی کوشش ہے تو انہوں نے ایک دن کسی کے ہاتھ اپنی جائے نماز بھجوائی کہ اس پر مَیں نے تمہارے لئے اور تمہارے بچوں کے لئے بہت دعا کی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے سارے بچوں کے باہر جانے کا انتظام ہو جائے گا۔ اور وہ لکھتے ہیں چنانچہ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے غیر معمولی سامان پیدا فرمائے کہ تمام کا انتظام ہو گیا اور جو ایک آدھ بچے کا نہیں تھا اسے بھی کچھ عرصہ پہلے ویزہ مل گیا۔ تو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ اگر کہو تو دعا تو کرتے ہی ہیں لیکن ہمدردی ایسی ہے کہ بغیر کہے کہیں سے سُن لیا کہ اس کے حالات ایسے ہیں تو خاص طور پر دعا کی اور پھر پیغام بھجوایا۔

ایک دفعہ میری والدہ نے خود ذکر فرمایا۔ ایک خواب سنائی تھی، اس کا کچھ حصہ بتاتا ہوں خواب تو یاد نہیں لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔ اس طرح ایک دفعہ مجھے بتایا کہ جرمنی کے روشن مستقبل یعنی جرمنی میں جماعت کے روشن مستقبل کے بارے میں بھی ایک خواب میں ذکر تھا۔ اس مرتبہ جب مَیں دورہ پہ جرمنی گیا ہوں تو جماعت کے رابطے اور اثر دیکھے ہیں تو مجھے اپنی والدہ کی خواب بھی یاد آ جاتی رہی۔ خدا کرے کہ یہ روشن مستقبل کی طرف قدم ہو اور راستے کھلتے چلے جائیں۔

اُمّی کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ چندوں کا حساب بڑی باقاعدگی سے رکھا کرتی تھیں۔ جائیداد سے جو بھی آمد ہوتی تھی پہلے چندہ وصیت اور جلسہ سالانہ پورا حساب سے، تحریکِ جدید، وقفِ جدید جو بھی وعدے ہوتے تھے اور اس کے علاوہ مختلف تحریکات میں اُن کا جو بھی حصہ ہوتا تھا، اُن کی ادائیگی کرتی تھیں اور جب تک مَیں وہاں رہا ہوں یہ چندوں کی ادائیگی کا حساب مجھ سے کروایا کرتی تھیں۔ ادائیگی مجھ سے کروایا کرتی تھیں اور بار بار پوچھتی تھیں کہ حساب صحیح ہو کہیں کم ادائیگی نہ ہو جائے۔ بڑی فکر رہتی تھی۔ اُن کی مختلف جائیدادوں سے متفرق آمدنیاں تھیں، بعض دفعہ حساب میں اگر کہیں غلط فہمی ہو گئی اور جب بھی اُن کو دوبارہ حساب کر کے کہا کہ اس میں مزید اتنا چندہ ادا کرنا ہے تو فوراً ادا کر دیا کرتی تھیں۔ اور اسی طرح چندہ مجلس عام طور پر اس میں لوگ سستی دکھا جاتے ہیں اُس کو بھی اپنی جو آمد تھی اس کے مطابق باقاعدہ دیا کرتی تھیں اور میرا خیال ہے شاید اس آمد کے حساب سے سب سے زیادہ ادائیگی اُنہی کی طرف سے ہوتی ہو کیونکہ بڑی باریکی میں جا کے حساب کیا کرتی تھیں۔

ڈاکٹر نوری صاحب نے مجھے تعزیت کا خط لکھا تو اس میں اُن کا ایک خط بھجوایا۔ 1999ء میں جب مَیں جیل گیا ہوں تو نوری صاحب نے جیل سے میری رہائی کے بعد ان کو جب مبارکباد کا خط لکھا تو اس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ:

عزیزم نوری! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کہ آپ کا خط ملا جس پر عزیزم مسرور کی بخیریت واپسی پر خوشی کا اظہار تھا۔ خدا تعالیٰ نے بہت فضل کیا ورنہ دشمنوں کے منصوبے تو بہت خطرناک تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا۔ جتنا بھی شکر کریں، کم ہے۔ قریباً ربوہ کے ہر فرد نے اور ربوہ سے باہر بھی لوگوں نے بہت دردمندانہ دعائیں کیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو قبول فرمایا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔

تو یہ بھی اُن کی عاجزی ہے اور شکرانے کا بہت بڑا اظہار ہے کہ ماں کے ناطے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے بھی بہت دعائیں کیں۔ یقیناً میرے لئے بہت دعائیں کی ہوں گی لیکن جماعت کے افراد کی دعاؤں کو بہت اہمیت دی۔ اور پھر صرف دعا میں خودغرضی نہیں دکھائی، یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ میری یا میرے بچوں کی حفاظت فرمائے بلکہ لکھا کہ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

تو یہ وہ خوبی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہے۔ اور جس کا اظہار آپ نے اس اعلیٰ تربیت کی وجہ سے کیا جو آپ کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے ہوئی۔

آپ کے حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ بھی بہت سے واقعات ہیں جو طوالت کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتے۔ آپ کے انٹرویو بھی آ گئے ہیں، جنہوں نے سننا ہے اُس میں بھی سن لیں گے یا پڑھ لیں گے۔ آپ کی طبیعت میں اپنے اوپر بڑا ضبط اور کنٹرول تھا، لیکن میرے بیٹے نے بتایا کہ دو تین سال پہلے جب وہاں وہ گیا ہے تو میرے ذکر پر بڑی جذباتی ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی تمام دعائیں میرے لئے اور میرے بہن بھائیوں کے لئے اور ہماری اولادوں کے لئے پوری فرمائے۔

خلافت کے بعد میرے ساتھ تعلق میں ایک اور رنگ ہی آ گیا تھا۔ جب بھی فون پر بات ہوتی تھی تو مَیں اس کو محسوس کرتا تھا۔ جب دورے پر جانے سے پہلے فون کرتا تھا، اُن کو میری حالت کا پتہ تھا۔ ماں سے زیادہ تو کوئی نہیں جانتا، میرے انداز کا بھی پتہ تھا کہ بات مختصر کرتا ہوں، تھوڑی کرتا ہوں، کم بولتا ہوں۔ تو ہمیشہ یہی کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان میں تمہاری تقریروں میں برکت ڈالے اور خاص طور پر یہ کہتیں کہ مَیں نفل بھی پڑھ رہی ہوں اور ہر نماز پر کم از کم ایک سجدہ میں دعا بھی کرتی تھی، لیکن جب 2005ء میں قادیان میں خلافت کے

بعد میری پہلی دفعہ ملاقات ہوئی ہے اُن سے تو میرے لئے ایک عجیب صورتحال تھی، ایک عجیب انوکھا تجربہ تھا۔ خلافت سے وہ تعلق جومَیں نے اُن کی آنکھوں میں پہلے خلفاء کے لئے دیکھا تھا وہ میرے لئے بھی تھا۔ وہ بیٹے کا تعلق نہیں تھا وہ خلافت کا تعلق تھا جس میں عزت و احترام تھا۔ عزیزم ڈاکٹر ابراہیم منیب صاحب جو میر محمود صاحب کے بیٹے ہیں اُنہوں نے، اُن کا وہاں انٹرویو بھی لیا۔ مختلف پرانی باتوں کا انٹرویو لیا اُس میں میرا بھی ذکر آ گیا۔ انہوں نے بتایا بلکہ مجھے کیسٹ بھیجی ہے، اُس میں اُن کو وہاں ریکارڈ کروایا اور میرے متعلق بتایا کہ مَیں اب عزت و احترام اس لئے کرتی ہوں کہ وہ خلیفۂ وقت ہے۔ میری پیاری والدہ نے دین کے رشتے کو ہر رشتے پر مقدم رکھا۔ یہاں بھی خلافت کا رشتہ بیٹے کے رشتے پر حاوی ہو گیا۔ جب ملنے جاتا تو ان کی آنکھوں میں ایک خوشی اور چمک ہوتی تھی۔ چہرے پر خوشی پھوٹ رہی ہوتی تھی۔ قادیان میں جو دن گزرے اُس عرصے کے دوران جلسے کی مصروفیات سے جتنا وقت مجھے ملتا تھا، مَیں جاتا تھا تو پیار کرتیں اور ساتھ بٹھا کر کافی دیر تک باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن قادیان کا یہ عرصہ صرف پندرہ دن کا تھا۔ آخر میں بھی جب رخصت ہوئی ہیں۔ وہاں سے پہلے پاکستان واپس چلی گئی تھیں تو دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوئیں۔ ڈاکٹر فرخ یہ بھی میر محمود احمد صاحب کے بیٹے ہیں (چھوٹے بیٹے) انہوں نے مجھے لکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات پر جب مَیں گیا اور مَیں نے تعزیت کی تو نصیحت کی اور دعا کی تحریک کی، ساتھ یہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ جو بھی نیا خلیفہ ہے اُس کی بیعت کی توفیق ملے اور جذباتی وابستگی اور تعلق بھی اُس سے پیدا ہو جائے۔ پس اُن کا تعلق خلافت سے تھا جس کے لئے دعا بھی کی اور نصیحت بھی کی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

واقعات تو بہت ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ آخر میں ایک بات مَیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

1913ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الفضل جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت اُم ناصر صاحبہ نے ابتدائی سرمایہ کے طور پر اپنا کچھ زیور پیش کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اُس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو (یہ بھی ایک عاجزی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی) جو اُس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا، آپ نے اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں اُن کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں، اُن میں سے ایک تو اُن کے اپنے کڑے تھے (سونے کے)، اور دوسرے اُن کے بچپن کے کڑے سونے کے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے، مَیں زیورات کو لے کر اُسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے‘‘ اور اُس سے پھر یہ اخبار الفضل جاری ہوا‘‘۔

(الفضل نمبر 1 جلد 12 مورخہ 4 جولائی 1924ء صفحہ 4 کالم 3)

قارئین الفضل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے ہوئے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ الفضل کے اجراء میں گو بیشک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا، اور یہ الفضل جو ہے آج انٹرنیشنل الفضل کی صورت میں بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور اُن کی دعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتی رہیں۔

ابھی نمازِ جمعہ کے بعد انشاء اللہ اُن کا نمازِ جنازہ بھی غائب پڑھاؤں گا۔ اس کے علاوہ اور جنازے بھی ہیں ایک جنازہ چوہدری نذیر احمد صاحب کا ہوگا، یہ گورنمنٹ سروس میں رہے اور 1981ء میں وہاں سے جب ریٹائر ہوئے تو انہوں نے وقف کیا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اُنہیں نائب ناظر زراعت اور نائب وکیل الزراعت لگایا۔ اور ایک لمبا عرصہ 2003ء تک اس خدمت پر وہ مامور رہے، بڑی اچھی طرح خدمت کرتے رہے، بڑی عاجزی سے اور بڑی محنت سے انہوں نے کام کیا۔ افریقہ کے بعض ممالک میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اُن کو بھجوایا۔ میرے ساتھ بھی سندھ کی زمینوں کی وجہ سے اُن کا بڑا تعلق رہا۔ نہایت عاجز انسان تھے اور بڑا عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ عمر میں مجھ سے کئی سال بڑے تھے، بڑے احترام سے پیش آتے تھے۔ اور جب یہ کالج میں پڑھتے تھے تو اس وقت کالج میں چھٹیوں کے دوران حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ساتھ انہوں نے ترجمہ قرآن انگریزی میں بھی مدد کی ہے اور اس طرح ان کا قرآنِ کریم کے ترجمہ میں بھی حصہ ہے۔ ان کے دو بیٹے ہیں، ایک بیٹی ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سب کو صبر عطا فرمائے۔ اور چوہدری صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ جوانی سے ہی ان کو، باقاعدہ تہجد کی عادت تھی، یہ تو مَیں نے بھی دیکھا ہے کہ انہوں نے جب بھی میرے ساتھ سفر کیا ہے، تو تین بجے رات کو یا جو بھی وقت ہوتا تھا تہجد کے لئے اُٹھتے اور بڑے انہماک سے، بڑے خشوع سے تہجد پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ ان کے خاندان میں ان کی اس نیکی کی وجہ سے صوفی نذیر احمد کے نام سے مشہور تھے۔ یا بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والے چوہدری صاحب کہلایا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اس کے علاوہ ایک جنازہ مکرم مرزا رفیق احمد صاحب کا ہے یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے، ان کی بھی چار پانچ دن پہلے وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی جماعتی خدمات تو ایسی کوئی نہیں ہے لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ اللہ کے فضل سے ان سب کا خلافت سے بڑا وفا کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی صبر دے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔

مَیں ابھی انشاء اللہ نمازِ جمعہ کے بعد ان سب کے جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

☆......☆......☆

☆......☆......☆......☆

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی۔ کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کرے گا وہ بددعا اُسی پر پڑیگی۔ جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اس پر لعنت ہو تو وہ لعنت اُس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں.... مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔ اگر اُن کے پہلے اور اُن کے پچھلے اور اُن کے زندے اور اُن کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل بنا کر اُن کے منہ پر ماریگا۔

دیکھو! صدہا دانش مند آدمی آپ لوگوں کی جماعت سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کاروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر وفریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟

(ضمیمہ اربعین صفحہ:3-4 روحانی خزائن نمبر 17 صفحہ:472-473)

پس احمدیت کی کامیابی اور کامرانی میں تو کسی قسم کا کوئی شک باقی نہیں ہے آج ہمارا فرض ہے کہ ہم احمدیت کی اشاعت پہلے سے بڑھ کر کریں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۱۹۴۴ء میں سرزمین دہلی میں جماعت کے جلسہ کی شدت سے مخالفت کی گئی۔ عورتوں بچوں پر پتھراؤ کیا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے جواب میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’ہماری جماعت کیلئے ایک سبق ہے۔ یہ خرابیاں جو مسلمانوں میں آج نظر آتی ہیں ان کے ازالہ وعلاج کی یہی صورت ہے کہ احمدیت کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے اس کے سوا اس گندی حالت کو بدلنے کی کوئی صورت نہیں۔ ہر ایسی حرکت ہمارے لئے ایک حجت ہے کہ ہم نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت سے کام لیا ہے اگر ہم دہلی والوں تک اسلام کی تعلیم اور احمدیت کی روشنی پھیلاتے تو پھر آج وہاں کے لوگ پتھر نہ مارتے بلکہ درود بھیجنے والے ہوتے۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ میں لگ جائیں‘‘

اسی طرح فرمایا: ’’اگر تمام دوست پوری کوشش سے کام کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال دو سال میں ہی تغیر عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔ اور حالات سدھر سکتے ہیں۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ قریب ترین عرصہ میں احمدیت کو پھیلانے میں اپنی ساری توجہات کو لگا دیں اگر وہ ایسا کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور جب ہم اُسے کرنے لگیں گے تو خدا تعالیٰ کی غیرت خود بخود جوش میں آئے گی کہ میرے بندے میرا کام کر رہے ہیں۔ تب فرشتے آسمان سے اُتریں گے اور اس کام کو ہاتھ میں لے لیں گے‘‘

(بحوالہ خطبہ جمعہ ۲۱/اپریل ۱۹۴۴ء مطبوعہ الفضل ۳ مئی ۱۹۴۴ صفحہ ۵)

یہ نصیحت آج بھی ہمارے لئے رہنما اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کی اشاعت کی پہلے سے بڑھ کر توفیق عطا فرمائے تا خدا تعالیٰ کا نور اور اسلام کی حقانیت جلد از جلد دنیا میں پھیلے۔ آمین۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

خطبہ جمعہ

برکات رمضان اور قبولیت دعا کے متعلق روح پرور ارشادات

احمدی ہونے کے بعد، بیعت میں آنے کے بعد اس روح کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے آئے تھے۔

دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کے فسادوں کو دور کرنے کے لئے آخری امید گاہ اور علاج ہے۔

آج دنیا کو آفات سے بچانے اور اس کا خدا سے تعلق جوڑنے کی ذمہ داری ہر احمدی پر ہے۔

ہماری نمازیں، ہمارے روزے صرف رمضان کے مہینے تک ہی محدود رہنے کے جوش میں نہ ہوں بلکہ اس نیت سے ہوں کہ جو تبدیلی ہم نے پیدا کرنی ہے اسے دائمی بنانا ہے۔

دنیا کو آج فسادوں سے بچانے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے صرف ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اور وہ دعا کا ہتھیار ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12/اگست 2011ء بمطابق 12 ظہور 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرہ :187)

اس آیت کا ترجمہ ہے۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں، مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

دنیا کو آج جتنی خدا کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے اتنا ہی یہ خدا سے دور جا رہی ہے۔ یعنی اس دنیا میں بسنے والا انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اسے جس قدر دنیا کے فسادوں اور ابتلاؤں سے بچنے کے لئے اور پھر اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے، اُسی قدر اس تعلق میں کمزوری ہے۔ خدا سے تعلق جوڑنے کا دعویٰ کرنے والے بھی اُن لوازمات کی طرف توجہ نہیں دے رہے یا دینے کی کوشش نہیں کر رہے یا اُن کو یہ پتہ ہی نہیں کہ خدا سے تعلق جوڑنے کے لئے صرف ظاہری ایمان اور ظاہری عبادت ہی کافی نہیں ہے بلکہ اُس روح کی تلاش کی ضرورت ہے جو ایمان اور عبادات کی گہرائی تک لے جاتی ہے۔ یہ تو حال ہے ایمان کا دعویٰ کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا دعویٰ کرنے والوں کا۔ لیکن ایک بہت بڑا طبقہ ہے دنیا کا تقریباً تین چوتھائی آبادی جس نے یا تو خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر شریک کھڑے کر کے اپنے آپ کو شرک میں مبتلا کیا ہوا ہے یا پھر خدا کی ہستی پر یقین ہی نہیں ہے۔ خدا کے وجود کے ہی انکاری ہیں، اور نہ صرف آپ خود انکاری ہیں بلکہ ایک دنیا کو بھی گمراہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑ رہے۔ لیکن اس تمام صورتحال میں ایک چھوٹا سا طبقہ ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین کرنے والا، اُس پر ایمان رکھنے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے اور اللہ تعالیٰ کے آپ سے وعدوں کے پورا ہونے کی تصدیق کرنے والا ہے۔ جو اس بات پر یقین کرتا ہے اور رکھتا ہے کہ اس زمانہ میں جب دنیا اپنے پیدا کرنے والے اور اس زمین و آسمان کے خالق کو بھول رہی ہے یا اُس کی ہستی کا مکمل فہم و ادراک نہیں رکھتی، اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے اظہار کے لئے زمانے کو فساد کی حالت سے نکالنے کے لئے، بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے ایک امام الزمان کو بھیجا ہے۔ اور یہ طبقہ یا گروہ یا جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم احمدیوں کا ہے۔ لیکن کیا اس پر ایمان اور اس یقین پر قائم ہو جانا کہ اللہ تعالیٰ نے بھیجنے والے کو بھیج دیا، کافی ہے؟ اور اب وہ آنے والا یا اُس کے چند حواری ہی خالق و مخلوق کا تعلق جوڑنے اور دنیا کے فسادوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے؟ اگر ہم احمدیوں کی یہ سوچ ہے تو ہماری سوچ بھی اُن لوگوں کے قریب ہے جو صرف ایمان لانے کا دعویٰ کرنے والے اور عبادتوں کا دعویٰ کرنے والے ہیں، لیکن عمل سے دور ہیں۔ اگر ہماری اپنی حالتوں پر نظر نہیں، اگر ہم اپنے خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنے والے نہیں۔ اگر ہم اپنی نسلوں اور اپنے ماحول کو اِس آنے والے کے پیغام سے روشناس کروانے والے نہیں اور اُس سے آگاہی دلانے والے نہیں تو پھر ہم نے بھی پا کر کھو دیا۔ ہم نے دنیا کی دشمنیاں بھی مول لیں اور خدا کو بھی نہ پایا۔

پس احمدی ہونے کے بعد، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اُس روح کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی جو ایک حقیقی عبدِ رحمان میں ہونی چاہئے۔ اُن معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے آئے تھے اور جن کے اُمّت کے اندر سے نکل جانے کی خبر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ کو اُمّت کے بارے میں فکر پیدا ہوئی، تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پریشان دیکھتے ہوئے اور آپ کی دعاؤں کو امت کے حق میں قبول کرتے ہوئے فرمایا۔ وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الجمعۃ :3-4)۔ اور اِن کے سوا ایک دوسری قوم بھی ہے جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ پس

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی یہ کہہ کر دور فرما دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح اللہ تعالیٰ نے اُس جاہل اور مشرک قوم کو با خدا انسان بنا دیا تھا، جس طرح عیاشیوں میں پڑے ہوئے اور خدا کے وجود سے بے بہرہ عبادتوں کے معیار حاصل کرنے والے بن گئے، اسی طرح اُمّت کے بگڑنے کے باوجود آخِرِیْنَمیں تیرا ایک عاشقِ صادق پیدا کر کے اُس کے ذریعہ پھر وہ عباد الرحمٰن بناؤں گا جو پھر میری بندگی کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ پس اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! گو ایک عارضی زوال تو ہوگا لیکن غالب اور حکمت والے خدا نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ اب دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام انسانیت کے لئے نجات کا دین ہے، اب دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کے فسادوں کو دور کرنے کے لئے آخری امید گاہ اور علاج ہے۔ اب اس دین نے ہی اپنی خوبصورتی دکھا کر دنیا کے دینوں پر غالب آنا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے مسیح محمدی اور اُس کے ماننے والوں نے ہی کردار ادا کرنا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جو ربّ العالمین ہے، اُس نے اشرف المخلوقات کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے، خیرِ اُمّت کو اُس کا مقام دلانے کے لئے یہ سامان فرمایا اور آئندہ فرماتا رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تسلی دلائی کہ یہ عاشقِ صادق آئے گا جو پھر دنیا میں دین کو قائم کرے گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہی یہ آنے والا مسیح موعود آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ ربّ العالمین کی ربوبیت کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے قول ربّ العالمین میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اُسی کی طرف سے ہے۔ اور اس زمین پر جو بھی ہدایت یافتہ جماعتیں یا گمراہ اور خطا کار گروہ پائے جاتے ہیں وہ سب عالَمین میں شامل ہیں۔ کبھی گمراہی، کفر، فسق اور اعتدال کو ترک کرنے کا ’’عالم‘‘ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ زمین ظلم و جور سے بھر جاتی ہے اور لوگ خدائے ذوالجلال کے راستوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ نہ وہ عبودیت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور نہ ربوبیت کا حق ادا کرتے ہیں۔ زمانہ ایک تاریک رات کی طرح ہو جاتا ہے اور دین اس مصیبت کے نیچے روندا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک اور عالَم لے آتا ہے تب یہ زمین ایک دوسری زمین سے بدل دی جاتی ہے اور ایک نئی تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے اور لوگوں کو عارف دل (یعنی پہچاننے والے دل) اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے ناطق زبانیں (بولنے والی زبانیں) عطا ہوتی ہیں۔ پس وہ اپنے نفوس کو خدا تعالیٰ کے حضور ایک پامال راستہ کی طرح بنا لیتے ہیں اور خوف اور امید کے ساتھ اُس کی طرف آتے ہیں۔ ایسی نگاہ کے ساتھ جو حیا کی وجہ سے نیچی ہوتی ہیں اور ایسے چہروں کے ساتھ جو قبلہ حاجات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں (اُس طرف متوجہ ہوتے ہیں جہاں سے اُن کی حاجتیں پوری ہونی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔) اور بندگی میں ایسی ہمت کے ساتھ جو بلندی کی چوٹی کو دستک دے رہی ہوتی ہے، ایسے وقتوں میں اُن لوگوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے جب معاملہ گمراہی کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے اور حالت کے بدل جانے سے لوگ درندوں اور چوپاؤں کی طرح ہو جاتے ہیں تو اُس وقت رحمتِ الٰہی اور عنایتِ ازلی تقاضا کرتی ہے کہ آسمان میں ایسا وجود پیدا کیا جائے جو تاریکی کو دور کرے اور ابلیس نے جو عمارتیں تعمیر کی ہیں اور خیمے لگائے ہیں اُنہیں منہدم کر دے۔ تب خدائے رحمان کی طرف سے ایک امام نازل ہوتا ہے تا کہ وہ شیطانی لشکروں کا مقابلہ کرے۔ اور یہ دونوں رحمانی اور شیطانی لشکر برسرِ پیکار رہتے ہیں اور ان کو وہی دیکھتا ہے جس کو دو آنکھیں عطا کی گئی ہوں۔ یہاں تک کہ باطل کی گردنوں میں طوق پڑ جاتے ہیں اور امورِ باطلہ کی سراب نما دلیلیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ پس وہ امام دشمنوں پر ہمیشہ غالب اور ہدایت یافتہ گروہ کا مددگار رہتا ہے۔ ہدایت کے علَم بلند کرتا ہے اور پرہیز گاری کے اوقات و اجتماعات کو زندہ کرنے والا ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اُس نے کفر کے سرغنوں کو قید کر دیا ہے اور اُن کی مشکیں کس دی ہیں اور اس نے جھوٹ اور فریب کے درندوں کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں اور اُس نے بدعات کی عمارتوں کو گرا دیا ہے اور اُن کے گنبدوں کو توڑ پھوڑ دیا ہے‘‘۔ (اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 131 تا 134)

(ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 92 تا 94)

یہ عظیم انقلاب جس کا بیان آپؑ نے فرمایا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے آ گیا، یہی بیان فرما رہے ہیں آپ۔ تو کیا یہ عارضی انقلاب تھا، یہ وقتی ’’عالم‘‘ تھا جو پیدا ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم الانبیاء تھے، آپؐ کا زمانہ تو تا قیامت قائم رہنے والا زمانہ ہے۔ آپ کی امت تو تا قیامت فتحیاب رہنے والی امت ہے اور آپ مسلم اُمت کے نبی ہیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس انقلاب کے جاری رہنے کے لئے آپؐ کو خبر دی تھی کہ ایک آئندہ زمانے میں ایک آدمی آئے گا۔

اس بات کو کھولتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر آگے فرماتے ہیں:

’’پھر اللہ پاک ذات نے اپنے قول ربّ العالمین میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں اُسی کی حمد ہوتی ہے۔ اور پھر حمد کرنے والے ہمیشہ اُس کی حمد میں لگے رہتے ہیں اور اپنی یادِ خدا میں محو رہتے ہیں۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر ہر وقت اُس کی تسبیح و تحمید کرتی رہتی ہے۔ اور جب اُس کا کوئی بندہ اپنی خواہشات کا چولہ اُتار پھینکتا ہے، اپنے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کی راہوں اور اُس کی عبادات میں فنا ہو جاتا ہے۔ اپنے اس ربّ کو پہچان لیتا ہے جس نے اپنی عنایات سے اُس کی پرورش کی۔ وہ اپنے تمام اوقات میں اُس کی حمد کرتا ہے اور اپنے پورے دل بلکہ اپنے وجود کے تمام ذرات سے اُس سے محبت کرتا ہے تو اُس وقت وہ شخص عالمین میں سے ایک عالم بن جاتا ہے۔ اسی لئے اعلم العالمین کی کتاب قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اُمّت رکھا گیا۔ اور عالمین سے ایک عالَم وہ بھی ہے جس میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے۔ ایک اور عالَم وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں پر رحم کر کے آخری زمانہ میں مومنوں کے ایک دوسرے گروہ کو پیدا کرے گا۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام لَہُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ (القصص:71) میں اشارہ فرمایا ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو احمدوں کا ذکر فرما کر ہر دو کو اپنی بے پایاں نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ ان میں سے پہلے احمد تو ہمارے نبی احمدِ مصطفیٰ اور رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور دوسرا احمد احمدِ آخرالزمان ہے جس کا نام محسن خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی بھی رکھا گیا ہے۔ یہ نکتہ میں نے خدا تعالیٰ کے قول اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے اخذ کیا ہے۔ پس ہر غور و فکر کرنے والے کو غور کرنا چاہئے‘‘۔ (اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 137 تا 139)

(ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 96 تا 97)

یہ آپ کی عربی کتاب ہے اعجاز المسیح دونوں حوالے اُس کے ہیں۔

پس عبدِ کامل کی کامل پیروی اور اُس کے عشق و محبت کی انتہا کی وجہ سے اپنی خواہشات کا چولہ اُتار پھینکنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں مسیح موعود کو مبعوث فرمایا جنہوں نے پھر ہمیں اللہ تعالیٰ سے عشق و وفا اور عبودیت کے راستے دکھائے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے وہ انقلاب پیدا فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے منکر اور مشرک با خدا انسان بن گئے اور پھر انہوں نے دنیا کو بھی یہ پیغام دے کر قوموں اور ملکوں کو خدائے واحد و یگانہ کا عبادت گزار بنا دیا ہے، لیکن پھر خدا تعالیٰ کو بھولنے اور دنیا داری میں پڑنے کی وجہ سے اپنے مقصدِ پیدائش کو بھول کر اللہ تعالیٰ کے انعامات سے محروم کر دیئے گئے۔ بیشک اُس اندھیرے دَور میں بھی کہیں کہیں اس روحانی نظام کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے مقامی طور پر اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کھڑا کرتا رہا لیکن وہ جاہ و حشمت، وہ ساکھ جو مسلمانوں کی تھی، وہ تعلق باللہ جو ابتدائے اسلام میں عموماً نظر آتا تھا وہ غائب ہو گیا۔ پس اب احمدِ ثانی کے ذریعہ سے ربّ العالمین نے جو انقلاب پیدا کرنے کا اعلان فرمایا ہے اُسے آپؑ کے ماننے والوں نے جاری رکھنا ہے۔ اور جو جاری رکھنے والے ہیں وہی حقیقت میں آپ کے ماننے والے ہیں۔ عبدِ رحمان بننا ہے اور عبدِ رحمان اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے بنانے ہیں۔ تبھی ہم آج دوسرے مسلمانوں سے مختلف کہلانے کا حق رکھتے ہیں ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا صرف ایمان کا دعویٰ تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے ہم دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم کام کر گئے۔ آپؑ کے صحابہ میں سے وہ عباد الرحمٰن پیدا ہوئے جو صاحبِ رؤیا و کشوف تھے۔ وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عبد بننے کا حق ادا کیا۔ پس گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی آخرین کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر آپ کے صحابہ کو مقام ملا جو جس نے اُن کو پہلوں سے ملایا، لیکن اب یہ نظام اور جماعت کی ترقیات کی پیشگوئیاں تا قیامت ہیں۔ ہم جب بڑے فخر سے اس کا ذکر کرتے ہیں تو صرف ذکر کافی نہیں ہے، ہمیں اس انقلاب کا حصہ بننے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنا ہوگا۔ صرف اپنے بزرگوں کے حالات پر ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اُس تسلسل کو بھی قائم رکھنے کی ضرورت ہے جو انقلاب کی صورت میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگیوں میں ہمیں نظر آتا ہے۔ آج دنیا کو آفات سے بچانے اور اس کا خدا سے تعلق جوڑنے کی ذمہ داری ہر احمدی پر ہے۔ پس اس کے لئے ہم جب تک انفرادی اور اجتماعی کوشش نہیں کریں گے، ہر ایک اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش نہیں کرے گا، ہم احمدِ ثانی کے حقیقی ماننے والوں میں شامل ہونے والے نہیں کہلا سکتے۔ اور یہ ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے وہ عباد بننے کی کوشش نہیں کرتے جو فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِی کا عملی مظاہرہ کرنے والے ہیں۔ جو وَلْیُؤْمِنُوْا بِی کی عملی تصویر بنتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ہماری حالتوں کو سنوارنے کے لئے ایک اور رمضان المبارک سے گزرنے کا ہمیں موقع عطا فرمایا جس میں خدا کا قرب پانے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر لبیک کہنے، ایمان میں ترقی کرنے کے راستے مزید کھل جاتے ہیں۔ پس ہم میں سے خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پیار سے کہے گئے اس لفظ ’’عِبَادِیْ‘‘ یعنی میرے بندے کا اس رمضان میں اعزاز پانے والے ہوں۔ ہم ایک شوق، ایک لگن سے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی کوشش والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مہینے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے......‘‘ فرمایا ’’صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 561 مطبوعہ ربوہ)

دلوں کو روشنی بخشنے کے لئے یہ مہینہ بڑا اعلیٰ مہینہ ہے، کیوں اعلیٰ ہے۔ اس کی ذاتی حیثیت تو کوئی نہیں ہے۔ جس طرح باقی مہینے ہیں انتیس یا تیس دن کے یہ مہینہ بھی ہے۔ مہینہ اس لئے عمدہ مہینہ ہے کہ اس میں دو عبادتوں کو اکٹھا کیا ہے خدا تعالیٰ نے اور اپنے بندوں کو یہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے یا موقع دیا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

’’تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے‘‘ دوری ہو جائے۔ ’’اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 562-561 مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہمارا وہ مقصود ہے جسے ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ رمضان میں دو عبادتیں جمع ہو گئیں، جیسا کہ مَیں نے کہا، نماز بھی اور روزہ بھی۔ پس رمضان میں اپنی نمازوں کی بھی خاص حالت بنانے کی ضرورت ہے جس سے ایسا تزکیہ حاصل ہو جو نفس کی برائیوں اور شہوات سے اتنا دور کر دے کہ پھر ہم فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کی آواز سن سکیں۔ ہماری نمازیں، ہمارے روزے صرف رمضان کے مہینے تک ہی محدود رہنے کے جوش میں نہ ہوں بلکہ اس نیت سے ہوں کہ جو تبدیلی ہم نے پیدا کرنی ہے، اُسے دائمی بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر ہمیشہ لبیک کہنے والا رہنا ہے۔ اپنے ایمانوں کو مزید صیقل کرنا ہے۔ یہ سب کچھ یہ سوچ کر کرنا ہے کہ آج ہماری بقا بھی اس میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے بنیں اور دنیا کی بقا بھی ہم سے وابستہ ہے۔ ہم خود اندھیروں

میں ہوں گے تو دنیا کو کیا راستہ دکھائیں گے۔ ہم خود عِبَادِیْ کے لفظ کی گہرائی سے نا آشنا ہوں گے تو دوسروں کو عباد اللہ بننے کے لئے کیا رہنمائی کریں گے؟ اس زمانہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اُس کام کے آگے بڑھانے کے لئے بھیجا ہے جس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے، پس جو سوال اللہ کے بندوں نے، اُن بندوں نے جو اللہ تعالیٰ کو پانے کی خواہش رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، وہی سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق سے دنیا نے کیا اور آپ نے اُن کو اصلاح کا طریق بتایا، اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کا طریق بتایا اور ایک جماعت اپنے اردگرد جمع کر لی، اور یہی سوال مومنین کی جماعت سے آج دنیا کا ہے۔ پس مومنین کی جماعت اُس وقت اس کا صحیح جواب دے سکتی ہے جب جماعت کا ہر فرد اُس معیار کو حاصل کرنے والا ہو جو لبیک کہنے والوں اور ایمان لانے والوں کا ہونا چاہئے، ایمان میں ترقی کرنے والوں کا ہونا چاہئے۔ جب ہماری پکاروں کے بھی خدا تعالیٰ جواب دے رہا ہوگا جب ہمیں فَاِنِّی قَرِیْبٌ کا صحیح ادراک حاصل ہوگا، آج دنیا میں ہر جگہ فساد ہی فساد نظر آرہا ہے۔ مشرق ہو یا مغرب، مسلمان ممالک ہوں یا عیسائی ترقی یافتہ ممالک، ایک بے چینی نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ اور گزشتہ دنوں اسی ملک میں جو توڑ پھوڑ اور بے چینی کا اظہار کیا گیا ہے اُس نے ان لوگوں کی بھی آنکھیں کھول دی ہیں کہ صرف غریب ملکوں کا امن ہی خطرے میں نہیں ہے، ان لوگوں کا امن بھی خطرے میں ہے۔ پس اس کا ایک ہی علاج ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کا عبد بنایا جائے لیکن کس طرح؟ ہمارے پاس تو کوئی طاقت نہیں ہے اور نہ ہی کسی دنیاوی طاقت کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی پہچان کروائی جاسکتی ہے۔ دنیا کی حالت کو سنوارنے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے جو اس زمانہ کے امام نے ہمیں بتایا ہے کہ جہاں اس امن کا پیغام پہنچاؤ وہاں دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی چاہو۔ دعاؤں کی طرف زیادہ زور دو۔ جہاں کوششیں کرو وہاں کوششوں سے زیادہ دعاؤں پر انحصار کرو، لیکن جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور دعاؤں کی قبولیت اُنہیں ہی ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنیوالے اور اللہ پر اپنے ایمان کو مضبوط کرنے والے ہیں۔ دعاؤں کی قبولیت کے جو طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں بتائے ہیں، اُن میں سے بعض کو مختصراً پیش کرتا ہوں۔ وہ کونسی باتیں ہیں جن پر لبیک کہلوا کر، اللہ تعالیٰ دعاؤں کے سننے اور جواب دینے کا فرماتا ہے۔ وہ کس قسم کا ایمان ہے جو ہدایت کے راستوں کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے بندے اور خدا کے تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔ ایک شرط جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے کہ انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 535 مطبوعہ ربوہ) خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہر وقت اُس کے سامنے رہے۔ ہر وقت یہ سامنے رہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے، میرا ہر حرکت وسکون اُس کے سامنے ہے۔ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہو۔ جسمانی اعضاء بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق عمل کرنے والے ہوں اور تمام اخلاق اور مخلوق سے تعلق بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہو۔ اور یہی اصل تقویٰ ہے، انسان کی آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں سب وہ حرکت کر رہے ہوں جو خدا تعالیٰ کو پسندیدہ ہیں۔ اور یہ اُس وقت ہوسکتا ہے جب خدا تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا کرو۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اہم بات یہ بھی فرمائی کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے خدا تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین ضروری ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 522 مطبوعہ ربوہ) پھر اس بات پر یقین کہ اگر خدا تعالیٰ ہے اور یہ زمین وآسمان اور یہ کائنات اور تمام کائناتیں اور ہر وہ چیز جس کا ہمیں علم ہے یا نہیں، اُس کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ اور صرف پیدا کرنے والا ہی نہیں بلکہ وہ تمام قدرتوں کا مالک بھی ہے، وہ تمام طاقتوں اور قدرتوں کا سرچشمہ بھی ہے۔ وہ قدرت رکھتا ہے کہ جس چیز کو پیدا کیا اُس کو فنا بھی کر سکے۔ وہ قدرت رکھتا ہے جس چیز کو چاہے وہ پیدا کر دے۔ وہ زندگی دینے والا بھی ہے اور موت دینے والا بھی ہے۔ مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور زندوں کو مارنے والا ہے۔ اور دعاؤں کے ذریعہ سے وہ ایسا انقلاب پیدا کرنے والا ہے جو مُردوں میں نئی روح پھونک دیتی ہیں۔ اور تب یہ ایمان ہوگا کہ وہ سب قدرت رکھتا ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو سن کر قبول کرے، اور وہ کرتا ہے، اُن دعاؤں کو جسے وہ بہتر سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن دعاؤں کو سن کر قبول کرتا ہے جسے وہ بہتر سمجھتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 267 مطبوعہ ربوہ)

پھر دعا کے لوازمات میں سے یہ بھی لازمی امر ہے کہ ''اس میں رِقت ہو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 397 مطبوعہ ربوہ) جب دعا کی جائے صرف زبانی تھوڑے سے الفاظ دہرا کر نماز سے یا دعاؤں سے فارغ نہ ہو جاؤ، بلکہ ایک رقت ہو ایک سوز ہو۔ دل پگھل جائے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوں۔ جو اس سوچ کے ساتھ بہہ رہے ہوں کہ خدا تعالیٰ ہی وہ آخری سہارا ہے جو میری دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ ایک اضطراب کی کیفیت طاری ہو جائے۔ ایک بے قراری ہو کہ یہ آخری سہارا ہے، اگر یہ ختم ہو گیا تو میری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ حالت ہونی چاہئے تمہاری دعاؤں کی۔

پھر ایک شرط دعا کی قبولیت کی عاجزی ہے۔ یہ عاجزی ہی ہے جو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے اس لئے ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 18)

کہ اپنی عاجزی کی انتہا تک پہنچو گے، اپنے آپ کو کمتر سمجھو گے، اپنے نفس کو ہر قسم کے تکبر سے پاک کرو گے تب ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کا امکان پیدا ہوسکتا ہے۔ ورنہ متکبر کا خدا تعالیٰ سے قرب کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا وصل اور قرب میسر نہیں تو پھر دعاؤں کی قبولیت بھی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 397 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ اصل اور حقیقی دعا کے واسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے۔ انسان مسلسل دعا کرتا رہے کہ مجھے دعاؤں کی توفیق بھی ملے۔ یعنی مقبول دعاؤں کی توفیق ملنے کے لئے بھی دعاؤں کی ہی ضرورت ہے۔ پس جب یہ سوچ ہوگی تو پھر دعاؤں سے غفلت اور اُن اعمال سے دوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جن اعمال کے کرنے اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بننے کا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ جلشانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اُس کو پاکیزگی وطہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اُس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 315 مطبوعہ ربوہ)

پس خوش قسمت ہیں وہ جو بکاوزاری سے اپنے دلوں کو پاک کرتے ہوئے دنیا کی لغویات سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اُن مقربوں میں سے ہو جاتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کا غلبہ فرما دیتا ہے۔ اُن کو برائیوں سے دور کر دیتا ہے۔ لیکن اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے بھی کوشش پہلے انسان کو ہی کرنی پڑتی ہے، اُسی کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا پڑتا ہے یہی قانونِ قدرت ہے، یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے، قانونِ شریعت ہے، اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔

پھر دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک اہم حکم یہ ہے جس کا پہلے بھی مختصر ذکر ہو چکا ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ مخلوق کا حق تم پر باقی رہے نہ خدا کا۔ یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے اُس کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ ظالم ہے''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 195 مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اللہ کا رحم ہے اُس شخص پر جو امن کی حالت میں اسی طرح ڈرتا ہے جس طرح کسی مصیبت کے وارد ہونے پر ڈرتا ہے جو امن کے وقت خدا تعالیٰ کو نہیں بھلاتا، خدا تعالیٰ اُسے مصیبت کے وقت نہیں بھلاتا۔ اور جو امن کے زمانہ کو عیش میں بسر کرتا ہے اور مصیبت کے وقت دعائیں کرنے لگتا ہے تو اُس کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 539 مطبوعہ ربوہ)

پس فرمایا کہ امن کی حالت میں بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنی چاہئے اُس سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ یہی دعاؤں کی قبولیت کا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہا ہے نہ کہ میری بات مانو، تو یہ اُن باتوں میں سے بات ہے کہ ہر حالت میں اُس سے دعائیں مانگتے رہو، صرف رمضان کے مہینے میں نہیں، کسی مشکل کے وقت میں نہیں، کسی مصیبت کی گھڑی میں نہیں بلکہ ہر امن اور سلامتی کے وقت میں، عام حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ضروری ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے۔ اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 21 مطبوعہ ربوہ)

پس جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ۔ پس وہ میری بات پر لبیک کہیں تو اُن تمام باتوں کی تلاش کرنی ہوگی جن کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، تا کہ اُن کو بجا لا کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اور تمام اُن باتوں کو تلاش کر کے اُن باتوں سے بچنے کی کوشش کرنی ہوگی جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور قرآنِ کریم میں یہ احکام سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو، اور یاد رکھو کہ قرآنِ کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور

ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کا لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوٗا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ''۔ دین العجائز یہی ہے جو احکامات ہیں اُن پر جس حد تک عمل ہو سکتا ہے، کرو اُس کے آگے پھر ترقی کرو گے تو آگے پھر اگلی سلوک کی راہیں ہوں گی۔ لیکن بنیاد یہی ہے کہ احکامات جو ہیں اُن پر جس طرح کئے گئے ہیں اُن پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ فرمایا کہ '' قرآن کریم کا جوٗا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنّم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا در پیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے''۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 548)

اللہ کرے کہ اس رمضان میں ہم اس نکتے کو بھی سمجھتے ہوئے محسنِ حقیقی کو راضی کرنے والے بن جائیں۔

رمضان کے ساتھ دعاؤں کی قبولیت، احکامات کی پابندی، ایمان میں مضبوطی اور ہدایت کے حصول کو جوڑ کر اللہ تعالیٰ نے جو ہماری اس طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ مَیں تو اپنے بندوں کی بہتری اور اُن کو آفات، مصائب اور عذاب سے بچانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں لیکن بندوں کو بھی اپنا حقِ بندگی ادا کرنا ہوگا، اپنے آپ کو میرے خالص بندوں کی یا خاص بندوں کی طرف منسوب کر کے تمہیں بھی اُن باتوں کے بجالانے کی کوشش کرنی ہوگی، اُس تعلیم پر عمل کرنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے لائے ہیں یا لاتے ہیں۔ تا کہ دنیا میں عباد الرحمٰن کی کثرت نظر آئے، تا کہ ان عباد الرحمٰن کی وجہ سے دنیا پیار، محبت اور امن کا گہوارہ بنے۔ تا کہ اس دنیا میں جنت کے نظارے نظر آئیں۔ پس ہمارا ایمان میں مضبوطی کا دعویٰ، زمانے کے منادی کو سننا اور قبول کرنا، مخلوقِ خدا سے ہمدردی کا اہم فریضہ جو الٰہی جماعتوں کے سپرد کیا جاتا ہے، ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں میں شامل ہوں، اُن بندوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں خدا تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جو اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہیں۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جو مخلوق کی ہمدردی کی وجہ سے اُسے برائیوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی بچانے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں۔

پس یہ رمضان ہمیں انہیں باتوں کی ٹریننگ دینے اور ہمیں حقیقی عبد بننے کے معیار حاصل کرنے اور اپنے ایمانوں میں مضبوطی اور جِلا پیدا کرنے کے لئے آیا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہوں گے اگر اس سے بھرپور فائدہ اٹھاویں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آج دنیا کو فسادوں سے بچانے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے کسی دنیاوی ساز و سامان کی ضرورت نہیں جیسا کہ مَیں نے کہا، نہ کام آ سکتا ہے، صرف اور صرف ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اور وہ دعا کا ہتھیار ہے۔ پس اس رمضان میں جہاں اپنے لئے، اپنی نسلوں کے ایمان اور تعلق باللہ کے لئے دعائیں کریں، اس دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعائیں کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

'' مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ اُن کا خدا دعاؤں کا سننے والا ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 148 مطبوعہ ربوہ)

لیکن اس بات کا حقیقی ادراک بھی آج صرف احمدیوں کو ہی ہے۔ پس جب ہمارا خدا دعاؤں کا سننے والا ہے تو مایوسی کی کوئی وجہ نہیں اور یقیناً مایوس نہیں، اور اس یقین پر قائم ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ تمام باتیں ضرور پوری ہوں گی جو جماعت کی ترقی سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بتائی ہیں۔ انشاء اللہ۔ اور یقیناً وہ دن انشاء اللہ آئیں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا پر لہرائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے اُن بندوں کی اکثریت ہوگی جو رُشد و ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ پھر مَیں یاد دہانی کرواتا ہوں کہ اس دعا کو کبھی نہ بھولیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل رکھے جو اُس کے ہدایت یافتہ اور خالص بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان کے فیض سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

آج پھر مَیں نمازِ جمعہ کے بعد کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ ہے مکرم صوبیدار ریٹائرڈ راجہ محمد مرزا خان صاحب ربوہ کا، جن کی 4/ اگست کو نوے سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ فوج میں رہے اور دوسری جنگِ عظیم میں بھی فوج میں تھے۔ پھر پاکستان بننے سے کچھ عرصہ قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر قادیان آ گئے، وہاں رہے اور آپ کی صحبت سے فیض پاتے رہے۔ فرقان بٹالین میں بھی آپ کو خدمت کی توفیق ملی اور 1953ء میں بھی بعض اہم کام انجام دینے کی توفیق ملی۔ تہجد گزار، تلاوت کے پابند، نمازوں کی پابندی اور قناعت شعار، قناعت کرنے والے اور متوکل انسان تھے اور دعوت الی اللہ کا بھی آپ میں ایک جوش تھا۔ خلافت سے بڑا تعلق تھا اور ہر پروگرام کو جو خلیفۂ وقت کا ہوتا تھا بڑے غور سے دیکھتے، سنتے اور یاد رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ موصی تھے۔ ان کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے راجہ منیر احمد صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ کے جونیئر سیکشن کے پرنسپل ہیں اور دوسرے راجہ محمد یوسف صاحب جرمنی کے امورِ خارجہ کے سیکرٹری ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ ہے امینہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ نذیر احمد صاحب دار الرحمت ربوہ کا۔ یہ بھی 7/ اگست کو وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور یہ ربوہ کے ابتدائی مکینوں میں سے تھیں جو قادیان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ نیک، خوش اخلاق، خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والی مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ خلافت سے وفا اور عشق کا تعلق تھا۔ محلّہ کی سطح پر پچاس سال سے زائد لجنہ کی مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی اور اعلیٰ کارکردگی پر سندات بھی حاصل کیں۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ محلّے کے دوسرے بچے بچیوں کو قرآنِ کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ ان کے بیٹے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ناظر بیت المال آمد ربوہ ہیں۔ اور دوسرے شیخ منیر احمد صاحب جرمنی میں ہیں جو انصار اللہ جرمنی کے دعوتِ الی اللہ کے قائد ہیں اور ایک ان کے داماد بھی مربی سلسلہ ہیں۔ ہمسایوں سے بھی ان کا بڑا اچھا تعلق تھا، خلوص تھا۔ انہوں نے وصیت کی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ ☆......☆......☆

تقریب عیدملن

کولکاتا: مورخہ ۴ ستمبر ۲۰۱۱ء کو جماعت احمدیہ کولکاتا کی طرف سے تقریب عیدملن کا انعقاد ہوا۔ مکرم سید محمود احمد صاحب امیر جماعت کولکاتا کی صدارت میں احمدیہ نمائش ہال میں تلاوت قرآن کریم مع بنگلہ ترجمہ سے اس تقریب کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں مکرم سید محمود احمد صاحب نے انگریزی زبان میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کراتے ہوئے عیدملن کا مقصد بیان فرمایا۔ پھر مکرم محمد مشرق علی صاحب نے بنگلہ زبان میں تقریر کی۔ آخر پر شکریہ کے بعد مکرم سید محمود احمد صاحب امیر جماعت نے دُعا کروائی اس موقعہ پر تمام مہمانان کرام کو احمدیہ لٹریچر بھی دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تقریب میں جماعتی معززین کے علاوہ جناب انوپ رائے وزیر صوبائی، محکمہ پولیس کے افسران، ہائی کورٹ کے وکلاء اور سابق جج کولکاتا، لاء کالج کے پرنسپل، شعبہ تاریخ کولکاتا یونیورسٹی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ وغیرہ نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری مساعی کو قبول فرمائے۔

(سید آفتاب احمد نیر مبلغ سلسلہ کولکاتہ)

یوپی: مورخہ 14.9.11 کو خاکسار اور مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی انچارج مبلغ یوپی نے یوپی کے بعض علاقوں کا ایک تبلیغی و تربیتی دورہ کیا۔ خاص طور پر مرکزی ہدایات اور خلیفہ وقت کے تازہ بتازہ ارشادات واحکامات پر پوری طرح بیدار مغزی کے ساتھ کمربستہ ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ تربیتی دورہ آٹھ دن تک جاری رہا۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔

(سید قیام الدین برق مبلغ لکھنؤ)

جلسہ تبلیغ

بنگلور: مورخہ 25 ستمبر بروز اتوار احمدیہ مسجد بنگلور میں ایک تبلیغی جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور نے فرمائی۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی طارق احمد صاحب نے ظہور امام مہدی علیہ السلام کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم قریشی عبد الحکیم صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر کی۔ تقاریر کے بعد حاضرین جلسہ کے سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ آخر پر صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ (محمد کلیم خان۔ مبلغ انچارج بنگلور)

راج پیپلا (گجرات) مورخہ 26-27-28 ستمبر کو خاکسار نے راج پیپلا اور سورت سرکل کا دورہ کیا اور جماعتوں کو مضبوط و فعال کرنے کیلئے سیکرٹریان کی نامزدگی کی گئی۔

اسی طرح علاقہ کے حکام اور مذہبی رہنماؤں سے بھی ملاقات کی اور انہیں تبلیغی لٹریچر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں مقبول خدمت دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (فضل الرحمٰن بھٹی مبلغ انچارج گجرات)

ہفت روزہ بدر

اب جماعتی ویب سائٹ www.alislam.org/badr پر بھی دستیاب ہے۔ قارئین استفادہ کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

اظہار تشکر

(قسط سوم)

محمد عمر۔ نائب ناظر اعلیٰ قادیان

وادیٔ قمران

آج سے 64 سال قبل 1947ء کے موسم بہار میں ایک بدو اپنی گمشدہ بکری کی کھوج میں بحیرہ مردار کے مغربی ساحل پر واقع اس وادیٔ قمران کی چٹانوں اور ٹیلوں میں پھر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک غار کے سوراخ پر پڑی۔ اُس نے ایک پتھر اس سوراخ کے اندر پھینکا۔ اُس وقت کسی برتن سے ٹکرانے کی ٹن ٹن کی آواز آئی۔ اُس نے سمجھا کہ اس کے اندر خزانے ہوں گے۔ چنانچہ خزانے کی تلاش میں وہ اپنے ساتھی کی مدد سے اُس غار کے اندر داخل ہوا۔ یہ غار اندر سے کشادہ تھی اس غار میں سربمہر ظروف قطاروں میں رکھے ہوئے تھے۔ دو کے سوا باقی خالی تھے۔ یہ دو برتن جب کھولے گئے تو ایک عظیم لٹریری خزانہ برآمد ہوا۔ یہ چمڑے کے لپٹے ہوئے طومار تھے۔ یہ طومار مختلف ہاتھوں سے گذر کر بعض محققین کے ہاتھوں میں پہنچے عبرانی میں لکھی ہوئی ان تحریروں میں آج سے دو ہزار سال قبل کی مذہبی تاریخ کا ذکر موجود تھا۔ آج دنیا میں یہ اوراق Dead Sea scrolls کے نام سے مشہور ہیں۔

ایک احمدی محقق محترم عبدالقادر صاحب نے ان اوراق کے بارے میں تحقیق کی۔ آپ نے بتایا کہ یروشلم کی طرف مبعوث ہونے والے حضرت یسوع مسیح کا ذکر ان صحائف میں بہ تکرار ہوا ہے۔ اس کی عبرانی مناجات سب سے دلچسپ اور حیران کن انکشاف ہیں۔ کیونکہ یہ یسوع مسیح کا زبور ہے جو آپ کے کلام اور تعلیمات پر مشتمل ہے۔ ان صحیفوں سے آپ کی زندگی کے ایسے حالات اور تعلیمات کا انکشاف ہوا ہے کو قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل پیش کئے۔ حضرت رسول اکرم صلعم کے بارے میں واضح بشارات ان صحائف میں درج ہیں۔ صلیبی موت سے حضرت مسیح ناصری کی نجات فلسطین سے ہجرت اور دنیا کے وسیع میدانوں میں سیاحت کا ثبوت صحائف قمران سے ملتا ہے۔

بہرحال اس وادیٔ قمران کے غاروں کی سورانحیں ہمیں قریب ہی ایک پہاڑی کے اوپر سے دیکھنے کی توفیق ملی۔

اس کے بعد ہم دوسرے راستے سے جو اور زیادہ پُرخطر تھا یروشلم کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد اقصیٰ

اس سفر میں ہم مسجد اقصیٰ میں گئے۔ یہ عظیم اور تاریخی مسجد جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ بنی اسرائیل میں ہے بیت المقدس کے تھوڑے ہی فاصلہ پر واقع ہے۔ ہم اُس مقدس مسجد کے اندر گئے اور نہایت سوز وگداز کے ساتھ اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کیلئے اور اِس علاقہ میں پھر اسلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کیلئے اور اسی طرح تمام عالم اسلام کو خلافت حقہ اسلامیہ کے جھنڈے کے تحت جمع ہونے کی توفیق ملنے کیلئے دعائیں کیں اور نوافل ادا کئے ہمیں مسجد اقصیٰ سے کچھ دوری پر واقع مسجد سیدنا عمرؓ کی زیارت اور اس کے اندر نوافل ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اُس وقت ان پرسوز دُعاؤں کی تحریک مسجد اقصیٰ کے بڑے بڑے اور وسیع وعریض ستونوں اور دیواروں پر چسپاں کئے دو بڑے بڑے اشتہارات کی وجہ سے ہوئی۔ ساتھ ہی مسجد کی دیواروں پر کئی جگہ فریم کے اندر رکھی گئی بندوق کی گولیاں بھی ان پر سوز دُعاؤں کی تحریک بنیں۔ 16 اگست 1969ء میں یہودی فوج نے مسجد اقصیٰ پر اچانک حملہ کر کے کئی مسلمانوں کو شہید کیا تھا۔ اس مقدس مسجد کو بہت نقصان پہنچایا تھا اور بہت بے حرمتی کی تھی۔

ان ہر دو نظاروں نے مجھے مسلمانوں کی زبوں حالی اور بے بسی پر بہت پریشان کیا۔ مذکورہ دونوں اشتہارات میں مسلمانوں کو خلافت علی منہاج نبوت کے قیام کیلئے کوشش کرنے کی پرزور اپیل کی گئی ہے۔

ایک اشتہار میں آیت استخلاف درج تھی جس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ اُن میں وہ ضرور بضرور خلافت قائم فرمائے گا اور اس خلافت کے ذریعہ دین کی تمکنت ہوگی اور اُن کے خوف کو امن میں تبدیل فرمائے گا۔

مذکورہ اشتہار میں یہ آیت کریمہ درج کرنے کے بعد حضرت رسول کریم صلعم کی یہ حدیث درج تھی کہ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ یعنی اس کے بعد نبوت کے طرز پر خلافت قائم ہوگی۔ اس آیت و حدیث کے اندراج کے بعد مسلمانوں سے یہ اپیل کی گئی ہے کہ بشائر ھاتلوح الا ن ان شاء اللہ۔ اقیموھا ایھا المسلمون۔ اس کی بشارتیں انشاء اللہ جلد روشن ہوں گی۔ اے مسلمانو اس کو (خلافت علی منہاج نبوت کو) قائم کرنے کی کوشش کرو۔

دوسرے اشتہار میں مذکورہ حدیث درج کرنے کے بعد یوں اعلان کیا گیا کہ س تقوم دولۃ الا سلام عاجلاً وآجلاً شاء من شاء وابی من ابی ومکر من مکر فلا تحرموا انفسکم معاشر المسلمین۔ ثواب السّعی والعملِ لا قامتھا فیھا وحدھا عزتکم۔

یعنی جلد یا بدیر اسلامی حکومت ضرور قائم ہوگی۔ چاہنے والے چاہے انکار کردیں۔ تدبیریں کرنے والے تدبیریں کریں۔ لہٰذا اے مسلمانوں کے گروہو! تم اپنے نفسوں کو محروم نہ کرو۔ اس کے قیام کیلئے کوشش اور عمل کر کے ثواب حاصل کرو۔ تمہاری عزت صرف اسی میں ہے۔

ان ہر دو اشتہارات میں واضح رنگ میں تضاد پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ خود خلافت علی منہاج النبوت قائم فرمائے گا۔ لیکن ان اشتہاروں میں اس کے برخلاف مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ اس خلافت کے قیام کیلئے کوشش کی جائے۔ نیز ایک اور حدیث نبوی میں مذکور ہے کہ مَا کَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَۃٌ کہ ہر نبوت کے معاً بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے یعنی ہر خلافت سے قبل نبوت کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر حضرت رسول اکرم صلعم کی غلامی میں اور آپ کے بروز کے طور پر نبوت قائم فرمائی۔ اس کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق اس نبوت پر ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں میں خلافت قائم فرمائی۔

خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ آج جماعت احمدیہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کے تحت اکناف عالم میں اسلام اور حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کیلئے نہایت کامیابی سے سرگرم عمل ہے۔ اور دوسری طرف مسلمان اور ان کی حکومتیں شکست خوردہ ذہنیت کے ساتھ خلافت کے قیام کا خواب دیکھ رہی ہیں جو کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔

آج یہ چھوٹی سے اسرائیل سٹیٹ جس کی کُل آبادی صرف 60 لاکھ ہے جن میں صرف 50 لاکھ یہودی اور باقی مسلمان اور عیسائی آباد ہیں تمام عالم اسلام کیلئے ایک سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔ اس چھوٹی سی ریاست کے گرد مسلمانوں کی ۵۴ کے قریب چھوٹی بڑی حکومتیں اور ریاستیں ہیں۔ لیکن اس معمولی یہودی حکومت کے آگے کچھ بھی کرنے سے قاصر ہیں۔

چنانچہ موجودہ مسلمانوں اور اُن کی اسلامی حکومتوں کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار جنگ اپنی جنوری 92 کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

اس وقت خدا کے فضل سے آزاد مسلمان ملکوں کی تعداد 45,46 ہے اور مسلمانوں کی کُل آبادی ایک ارب کے لگ بھگ ہے۔ دنیا کا ہر پانچواں انسان مسلمان ہے۔ اقوام متحدہ میں صرف مسلمان ملکوں کے ووٹ ایک تہائی کے قریب ہیں اور حقائق کی بناء پر مسلمان ملکوں کو عالمی سطح پر سب سے زیادہ طاقتور گروپ کی حیثیت حاصل ہونی چاہئیے...... پھر خدا کے فضل سے ان تمام ملکوں کی جغرافیائی وسعت کم وبیش دو براعظموں پر پھیلی ہوئی ہے...... یہ ساری سہولتیں حاصل ہونے کے باوجود عالمی سطح پر ان ملکوں کی حیثیت ایک منتشر اور باہم دست و گریباں گروہ کی سی ہے جسے چاہتا ہے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرسکتا ہے...... سیاسی و مذہبی سطح پر کوئی اتفاق نہیں۔ ہر فرقہ کی سیاست اور سیاسی نظام کا تصوّر مختلف ہے۔ چنانچہ ایک متحد و متفق مسلم اُمّۃ کا کوئی وجود نہیں جس کا ایک مرکز ہو اور جس کے مقاصد میں یکسانیت ہو۔

(جنگ جنوری 92)

اس اعتراف حقیقت کے بعد مسلمانوں اور اُن کی حکومتوں کیلئے خدا تعالیٰ کی قائم فرمودہ خلافت حقہ اسلامیہ کی پناہ میں آئے بغیر کوئی چارہ نہیں جس کا ایک ہی مرکز اور ایک ہی قیادت ہے جو عالمگیر حیثیت کی حامل ہے۔

تائید و نصرت الٰہی

خاکسار کی زندگی میں بہت سے واقعات ایسے گذرے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ شامل ہوتی رہی۔ اس کی تفصیل کا ذکر کرنا ممکن نہیں۔ تاہم صرف ایک واقعہ کا ذکر تحدیث نعمت کے طور پر کیا جاتا ہے۔

1970ء میں جب خاکسار کا تبادلہ ہوکر مدراس پہنچا تو اُس وقت مدراس میں کوئی مشن ہاؤس نہیں تھا۔ خاکسار کے جانے کے آٹھ سال کے بعد مدراس شہر کے وسط میں مناسب جگہ میں 8 سینٹ زمین خرید کر ایک مشن ہاؤس تعمیر کیا گیا تھا۔ بعد میں ضرورت کے پیش نظر دو منزلہ اور پھر سہ منزلہ عمارت بنادی گئی۔ مشن ہاؤس بننے سے قبل محترم شیخ محمد رفیق صاحب مرحوم کے مکان میں جو مدراس کے محلّہ Mannadi میں واقع ہے جمعہ کی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اسی طرح جماعتی تقریبات بھی اُسی مکان میں ہوتی تھیں۔ اُس وقت خاکسار Mannadi سے کئی میل دور Mylapore میں ایک مکان میں کرایہ پر رہائش پذیر تھا۔ ایک جمعہ کے روز میلاپور سے مناڈی جانے کے لئے میرے پاس بس کا کوئی کرایہ نہیں تھا۔ اُس وقت آمد و رفت کیلئے بس کا کرایہ ایک روپیہ ہوتا تھا۔ جو اُس وقت میرے پاس نہیں تھا۔ کسی سے قرض لیتے ہوئے بھی جھجک محسوس ہوتی تھی کہ لوگ کیا کہیں گے کہ مبلغ بن کر آتے ہی قرض مانگ رہا ہے۔ بہرحال بہت دعائیں کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ کوئی سبیل نکال دے۔ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ پوسٹ مین گھر کی گھنٹی بجارہا تھا۔ مجھے تنخواہ ملنے کے لئے دو چار دن اور رہتے تھے۔ بہرحال پوسٹ مین نے کہا کہ آپ کیلئے ایک منی آرڈر -/25 روپے کا آیا ہے۔ اُس وقت میرا دل تشکر الٰہی کے جذبات سے پُر تھا۔ میں نے دیکھا کہ M.O فارم کے نیچے محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب کی والدہ محترمہ کی طرف سے یہ تحریر تھی کہ مولوی صاحب آپ اچانک یاد آگئے۔ یہ حقیر رقم قبول کریں اور میرے بچوں کیلئے دُعا کریں۔ اس طرح کے کئی واقعات خدا تعالیٰ کی تائید

ونصرت کے میری زندگی میں گذرے جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

ادبی خدمات

یہ خدا تعالیٰ کا بے حد فضل وکرم اور احسان عظیم ہے کہ خاکسار کو اردو ملایالم اور تامل میں مختلف مضامین لکھنے کئی کتابیں اردو سے ملایالم اور تامل میں ترجمہ کرنے اور کئی کتابیں تصنیف کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ فالحمد للہ علی ذالک خاکسار کو اخبار بدر کے علاوہ بے شمار مضامین ملایالم رسالہ ستیہ دوتن میں اور تامل رسالہ سمادھانہ وزی میں لکھنے کی توفیق ملی۔

علاوہ ازیں تامل زبان میں مندرجہ ذیل کتب لکھنے اور ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔

۱۔قرآن مجید کے تامل ترجمہ میں خدمت کی توفیق

قرآن مجید کا تامل زبان میں ترجمہ کرنے کیلئے مرکز کی طرف سے ایک بورڈ بنا ہوا تھا جس کا خاکسار بھی ایک ممبر تھا۔ اس طرح تامل میں ترجمہ کرنے کے سلسلہ میں بھر پور خدمت کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

۲۔اسلام اور شری شنکر آچاریہ:

تامل ناڈو کے ہندوؤں کے ایک مشہور گورو شری شنکر آچاریہ سوامی نے ایک تامل رسالہ میں اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا۔ خدا کے فضل سے خاکسار کو اس کا جواب اسلام اور شری شنکر آچاریہ کے نام سے تحریر کرکے شائع کرنے کی توفیق ملی۔ خدا کے فضل سے اپنوں اور غیروں میں اس کی اتنی مقبولیت ہوئی کہ اسکے سات ایڈیشن شائع ہوئے۔

۳۔ظہور امام مہدی:

اس کے تین ایڈیشن مدراس میں اور ایک ایڈیشن شری لنکا میں شائع ہوئے۔

۴۔سیدھی راہ کونسی ہے:

شری لنکا کے بمقام پسیالہ میں ایک مولانا ماسٹر رضوان ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف ''سیدھی راہ'' کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا۔ شری لنکا کی جماعت نے خاکسار کو وہ کتابچہ بھیج کر جواب لکھنے کی خواہش کی۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ خاکسار کو مذکورہ کتاب میں بیان کردہ ہر ایک اعتراض کا تفصیلی سے جواب لکھنے کی توفیق ملی جس کو شری لنکا جماعت نے شائع کرکے وسیع پیمانے پر تقسیم کیا۔

اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مخالفین احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اس چیلنج کی ایک کاپی کسی نے مولوی رضوان صاحب کو بھی دی۔ انہوں نے فوراً اپنی کلاس روم میں تمام طلبا کو گواہ رکھتے ہوئے اعلان کیا کہ اس مباہلہ کا چیلنج میں قبول کرتا ہوں۔ اس کے بعد ان کی حالت تنزل پذیر ہوتی رہی۔ اور فوری طور پر موصوف لقمہ اجل بن گئے اور عبرت کا سامان پیچھے چھوڑ گئے۔ اب اُن کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں رہا۔

۵۔خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے

جماعت احمدیہ شری لنکا کے مطالبہ پر جنرل ضیاء الحق کے آرڈیننس اور اس کے عبرت ناک انجام کے بارے میں ایک مضمون لکھا جسے جماعت نے کتابی شکل میں شائع کیا جو بفضلہ تعالیٰ بہت مقبول ہوئی۔

۶۔اعتراضات کے جواب:

مدراس میں شائع شدہ ایک مخالفانہ پمفلٹ کا جواب لکھ کر شائع کروایا۔

۷۔سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۸۔موجودہ عیسائیت کی حقیقت : دو ایڈیشنوں میں شائع ہوئیں۔

تامل زبان میں ترجمہ شدہ کتب

۱۔وصال ابن مریم۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ ۲۔عرفان ختم نبوت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ ۳۔ہماری تعلیم از کشتی نوح حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ۴۔اسلامی اصول کی فلاسفی ایک احمدی تامل پنڈت کے تعاون سے ترجمہ کیا

ملیالم زبان میں تیار شدہ کتب

۱۔حضرت عیسیٰ کی وفات۔ اس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۲۔خاتم النبیین ولانبی بعدی کی حقیقت۔ ۳۔انجمن اشاعت اسلام کوڈیاتھور کی طرف سے شائع شدہ پانچ کتابوں کا جواب دو حصوں میں۔ حصہ اوّل اور حصہ دوم: یہ دونوں کتابیں بہت مقبول ہوئیں۔ ۵۔ظہور امام مہدی پانچ ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۶۔ موجودہ عیسائیت کی حقیقت دو ایڈیشنوں میں شائع ہوئیں۔ ۷۔ انسائیکلوپیڈیا اسلام۔ ایک جائزہ۔

انسائیکلوپیڈیا اسلام نامی کتاب میں ایک باب میں جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں غلط فہمیوں پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ خاکسار نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے ہر اعتراض کا جواب لکھ کر ایک کتاب شائع کی۔ اور اس کے ایڈیٹر مکرم عبد الکریم صاحب کو جا کر دیا اور ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے بارے میں اُن کی سرزنش کی۔ اُنہوں نے اس پر معذرت کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ یہ مضمون ان کی لاعلمی میں شائع ہوا ہے۔ اس کے لئے اُنہوں نے معافی مانگتے ہوئے چٹھی لکھی اسے رسالہ ''ستیہ دوتن'' میں شائع کیا۔ ۸۔ توحید حقیقی: ۹۔خلافت احمدیہ ایک جائزہ۔

مندرجہ ذیل کتب کا خاکسار نے ملایالم زبان میں ترجمہ کیا۔

۱۔ہماری تعلیم: از کشتی نوح۔ دو ایڈیشن شائع ہوئیں۔ ۲۔لیکچر لاہور۔ ۳۔لیکچر لدھیانہ۔ ۴۔کشتی نوح مکمل۔ ۵۔روحانی روشنی: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف کتب میں سے اقتباسات کا ترجمہ: ۶۔روحانی خزائن تعارف بر رسالہ ستیہ دوتن میں سلسلہ وار مضامین۔

اردو پمفلٹ:

۱۔توحید حقیقی ۲۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ۔ ۳۔ عیسائی مشن سے چند استفسارات ۴۔ A Few questions to the Christian Mission

☆.....اس طرح بفضلہ تعالیٰ خاکسار کو ملیالم زبان میں 8 کتب لکھنے کی 6 کا ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح بفضلہ تعالیٰ تامل زبان میں 7 کتب لکھنے اور قرآن مجید کے علاوہ 4 کتب کا ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔

شری لنکا کے دورہ جات اور ایمان افروز واقعات

1978 ماہ اپریل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر پہلی دفعہ خاکسار کو شری لنکا کی جماعتوں کا دورہ کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد 2004ء تک ہر سال کم وبیش دو دو مہینے شری لنکا جانے کی توفیق ملتی رہی۔

پس منظر:

شری لنکا میں محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب مُنیر مبلغ انچارج ہوا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں کیرلہ سے گاہے بگاہے محترم مولانا بی عبداللہ صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ بھی تبلیغ تعلیم وتربیت وغیرہ فرائض سرانجام دینے کیلئے شری لنکا آجایا کرتے تھے۔ لیکن جب 1958 میں محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب کا تبادلہ ہوا تو یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ اور اس طرح یہاں کی جماعتیں ایک مبلغ سلسلہ کے ذریعہ ہونے والی تبلیغ تعلیم وتربیت وغیرہ اُمور سے محروم رہیں۔ گویا کہ 1958 سے لیکر 1978 تک 20 سال کا طویل عرصہ ایک مبلغ سے محروم رہیں یعنی جو نوجوان 20 سال کی عمر تک پہنچا ہوا تھا وہ صحیح معنوں میں تعلیم وتربیت سے محروم رہ گیا حتی کہ بعض نوجوانوں کو نماز پڑھنا بھی نہیں آتا تھا۔ ان نوجوانوں کا خلافت کے ساتھ کوئی گہرا رابطہ نہیں تھا۔ جماعتی کام صرف جمعہ میں خطبہ سننے سنانے کی حد تک محدود ہوکر رہ گیا تھا۔ چندوں کا باقاعدہ نظام نہیں تھا۔ اسی طرح ذیلی تنظیمیں بھی کوئی کام نہیں کرتی تھیں۔

ایسے ہی ماحول میں خاکسار کا شری لنکا میں پہنچنا ہوا۔ وہاں کے حالات دیکھ کر بہت افسوس اور دُکھ ہوا۔ آپس کی خاندانی چپقلش نوجوانوں میں برا اثر ڈال رہی تھی۔ گویا کہ وہ لوگ بڑوں سے بہت بددل تھے خطیب صاحب اپنے خطبہ میں دل آزار باتیں کرتے رہتے۔ بہرحال بہت افسوس ناک حالت تھی۔

اس صورت میں چندہ عام چندہ تحریک جدید کا از سر نو نظام قائم کیا گیا۔ اسی طرح مجالس انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ۔ اطفال الاحمدیہ۔ لجنہ اماء اللہ وغیرہ ذیلی تنظیموں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔

چنتامنی Chintamani اخبار میں خاکسار کا انٹرویو

جب ماہ اپریل کی ابتداء میں خاکسار شری لنکا پہنچا تو جماعت کے جنرل سیکرٹری صاحب کو لیکر ایک مقامی ہندو اخبار چنتامنی کے دفتر میں گیا اس کے ایڈیٹر کے ساتھ جماعت احمدیہ اور اس کے امن بخش عقائد کا تعارف کروایا گیا۔ نیز احباب جماعت کے درمیان باہم روابط کیلئے اور جماعت کے اندر تعلیم و تربیت کے قیام کیلئے خاکسار کی آمد کی غرض بیان کردی۔ چنانچہ یہ انٹرویو اخبار میں شائع ہوا۔ اس انٹرویو کا شائع ہونا تھا کہ مسلمانوں کے حلقوں میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہلچل مچ گئی۔ شری لنکا کی ہر مسجد میں جمعہ کے روز قادیانیت ایک موضوع بحث بنی رہی۔ نیز شری لنکا کے ریڈیو کے مسلم کلچرل پروگرام میں جماعت کے خلاف باقاعدہ ایک مہم شروع ہوئی۔ ان کے اعتراضات والزامات کا جواب نشر کرنے کیلئے ریڈیو کے حکام تیار نہیں تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے اخباروں میں بھی جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈہ تیز سے تیز ہوتا رہا۔

آخر میں شری لنکا کی تمام مسلمانوں کی جماعتوں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ مورخہ 21 اپریل 1978ء کو تمام شری لنکا میں جماعت احمدیہ کے خلاف یوم جہاد منایا جائے۔ اور جماعت احمدیہ نگمبو کی خوبصورت مسجد پر حملہ کرکے اس پر قبضہ کیا جائے۔

شری لنکا کے دارالحکومت کولمبو کے علاوہ نگمبو۔ پسیالہ اور پولہ ناروا میں ہماری جماعتیں ہیں۔ نگمبو جماعت میں مسجد احمدیہ اور قبرستان وغیرہ ایک ایکڑ قطعہ زمین میں واقع ہیں مسجد احمدیہ نگمبو کے سامنے غیر احمدیوں کا انجمن حمایت اسلام کے نام پر ایک سکول ہے اس کے آگے کئی ایکڑ پر مشتمل ایک گراؤنڈ ہے۔ مسلمانوں کی تمام جماعتوں نے یوم الجہاد منعقد کرکے یہ فیصلہ کیا کہ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۸ء کو اس گراؤنڈ میں جلسہ عام کرکے جلسہ کے اختتام پر مسجد احمدیہ پر قبضہ کیا جائے۔ چنانچہ شام کو پانچ بجے حکومت شری لنکا کے وزیر اطلاعات ایم ایچ محمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ موصوف رابطہ عالم اسلام کا شری لنکا کیلئے نمائندہ بھی تھا۔

جلسہ گاہ میں بہت وسیع وعریض بہت آراستہ سٹیج بنا ہوا تھا اس میں اسلامی مملکتوں کے سفراء اپنے مخصوص لباسوں میں موجود تھے۔ جلسہ شروع ہوا دو تین تقریریں ہوئیں سب حاضرین کی توجہ کا مرکز ہماری مسجد تھا۔ ہر مقرر اپنی تقریر کے آخر میں مسجد احمدیہ پر قبضہ کرنے کی تحریک بہت زور شور سے کرتا رہا تھا۔

لیکن خدا تعالیٰ کو اور ہی منظور تھا وہ اپنی جماعت کو اس ابتلا سے بچانا چاہتا تھا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت سیاہ بادل آسمان پر چھا گیا اس اثنا میں بجلی بند ہونے سے خوب اندھیرا چھا گیا۔ اور ایک ایک انچ موٹی بارش شروع ہوئی۔ دیکھتے دیکھتے گراؤنڈ جل تھل ہوگیا۔ اور ٹخنوں تک پانی ہوگیا اُس وقت لوگوں میں بھاگ دوڑ مچ گئی۔ قیامت کی افراتفری تھی۔ لوگ چاروں طرف بھاگنے لگے۔

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

طالبان حق کیلئے

راشٹریہ سہارا ۲۴ ستمبر کے صفحہ اوّل پر شائع شدہ مذموم مواد کے جواب میں!

سید قیام الدین برق۔مبلغ سلسلہ لکھنؤ

۲۴/ستمبر ۲۰۱۱ءکو روزنامہ راشٹریہ سہارا کے صفحہ اوّل پر اس عنوان کے تحت'' قادیانیوں کی قرآنی تعلیمات نمائش''،''مشتعل مسلمانوں کا شدید احتجاج'' ایک خبر چھپی ہے جس میں لکھا ہے:۔

'' دنیا بھر میں غیر مسلم قرار دئے جا چکے احمدیہ فرقہ کی تنظیم احمدیہ مسلم جماعت انڈیا کے زیر اہتمام آج سے کانسٹی ٹیوشن کلب میں شروع ہوئی سہ روزہ نمائش'' ٹیچنگ آف ہولی قرآن'' کے انعقاد کے خلاف آج راجدھانی (دہلی) کی سرکردہ مسلم شخصیات نے کانسٹی ٹیوشن کلب کے سامنے پرامن احتجاج کیا اور احمدیہ فرقہ کے ذریعہ اسلام قرآن اور رسولِ کریمؐ کے نام کا غلط استعمال کئے جانے کی سخت مخالفت کرتے ہوئے اس نمائش کو فوری طور سے ردّ کرنے کا مطالبہ کیا۔۔۔اس موقعہ پر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رُکن کمال فاروقی نے کہا کہ ہم یہاں پرامن احتجاج کرنے آئے ہیں تا کہ احمدیہ فرقہ کے ذریعہ لوگوں کو اسلام قرآن اور رسول کریمؐ کا نام لیکر گمراہ کرنے کا موقع نہ مل جائے......آج صبح شروع ہوئی اس نمائش کا افتتاح نائب صدر جمہوریہ محمد حامد انصاری کو کرنا تھا لیکن دہلی کے کئی سنجیدہ مسلمانوں کے بروقت حرکت میں آجانے کے بعد نائب صدر جمہوریہ کا پروگرام ملتوی ہوگیا......اس نمائش کے خلاف احتجاج اور مظاہرہ کرنے والوں نے ہاتھوں میں تختیاں اُٹھائی ہوئی تھیں۔جن پر لکھا تھا'' احمدیہ مسلمان نہیں ہیں''۔'' آزادی اظہار کا مطلب لوگوں کو دھوکا دینا نہیں ہے'' اور'' قرآن کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کی جائے'' وغیرہ۔

''الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے''

خدا رحم کرے ان نام نہاد علما کے حالِ زار پر۔ سرورکائنات فخر موجودات رحمۃ للعلمین ﷺ کا واضح فرمان ہے'' خیر کم من تعلم القرآن وعلمه کہ اے مسلمانو! تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو کہ قرآن خود سیکھے اور دُوسروں کو سکھلائے'' خود پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔ رحمت عالمؐ کے اس مقدس فرمان پر اس زمانہ میں کوئی اگر صحیح معنوں میں عمل کرنے والا ہے یا حقیقی معنوں میں اس روشن فرمان پر کمربستہ ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ مسلمہ ہی ہے۔ اور یہ وہ زندہ تابندہ حقیقت اور صداقت ہے کہ جس کا اپنے تو اپنے بیگانے بھی اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمارے اس بیان کی ایک طرف اگر مولانا عبد الماجد دریابادی مرحوم حقیقت پسندانہ منصفانہ تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو دُوسری طرف شاعر مشرق علامہ اقبال کے بھی تائیدی بیانات ملتے ہیں جبکہ ایک مرتبہ علامہ اقبال نے برملا یہ اعتراف کیا اور اقرار کیا کہ'' دنیا میں ہم نے عاشقِ رسولؐ تو بہت دیکھے ہیں مگر عاشق قرآن حضرت مرزا صاحب جیسا کسی کو نہیں دیکھا''۔

پس جگہ جگہ جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآنی نمائش کا پروگرام رکھا جاتا ہے یہ بھی دراصل اُسی سلسلہ کی ایک پاکیزہ کڑی ہے۔(انما الاعمال بالنیات) جس پر اس قدر واویلا، شوروغوغا، ہنگامہ آرائی کی جارہی ہے ہم تو بس اس معاملہ کو سپرد خدا ہی کرتے ہیں کیونکہ ہر حق پرست اس ارشاد خداوندی سے بخوبی آگاہ ہے کہ:'' وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰه فَلَا هَادِی لَهٗ'' سردست ہم نے راشٹریہ سہارا میں شائع شدہ احتجاج کے متعلق خبر اور مظاہرین نے ہاتھوں میں جو تختیاں اُٹھائی ہوئی تھیں اور اُن میں سے ایک تختی پر جو یہ لکھا تھا کہ'' قرآن کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کی جائے'' اس پر کچھ عرض کرنا ہے تا کہ باشعور حضرات اس سے حقیقت تک رسائی حاصل کرسکیں۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہ مجدد دِ زماں اور وہ مامور من اللہ ہیں جن کی پیشگوئی اور پیش خبری قرآن وحدیث کے بیشمار مقامات سے ہم کو مل جاتی ہے اور صالحین کی جماعت میں سے ایک بڑی تعداد اس آسمانی مصلح کے دامن سے وابستہ بھی ہو چکی ہے اور ہوتی بھی جارہی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ چونکہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے والے اس موعود کے حق میں منجملہ اجلٰی اور اصفٰی ارشادات میں سے خاص کر یہ ارشاد رسولؐ بھی تھا کہ اُس کے ذریعہ احیاء دین اور اقامتِ شریعت ہونی ہے۔یعنی اس کے ذریعہ سے دین اسلام کو حقیقی زندگی جہاں حاصل ہوگی وہاں پر شریعت اسلامیہ کو بھی یعنی قرآنی تعلیمات کا بھی تمام تر شان کے ساتھ احیاء ہوگا اس مناسبت سے فرمانِ رسولؐ کے عین مطابق جہاں پر بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دین اسلام میں ایک زندہ رُوح پھونک دی وہاں پر رُوح القدس کی تائید سے قرآنی تعلیمات کو بھی خوب سے خوبتر رنگ میں ظاہر فرمایا ہمارے اس بیان کی تائید حضرت مرزا صاحبؑ کے اُن معارف سے لبریز ارشادات عالیہ سے ہوجاتی ہے جن میں آپ نے نہایت ہی شیریں لہجہ اور دلآویز انداز میں روشنی ڈالی ہے اور یہ خوبصورت مضامین ہزاروں صفحات میں پھیلے پڑے ہیں۔ اور وہ زریں قرآنی ارشادات عالیہ سے متعلق حضرت مرزا صاحب کی تحریرات ایسی ہیں کہ گویا کہ وہ انمول جواہر پارے ہیں۔سردست راقم الحروف اُن ہزاروں صفحات میں سے چند ایک کو ہی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا فرمایا:

'' میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغتِ کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ''

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ٦١)

فرمایا:'' قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہورہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے وہ بلاشبہ صفاتِ کاملہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جن میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے'' (سرمہ چشم آریہ صفحہ ١٨ حاشیہ)

فرمایا:'' تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔نوعِ انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (کشتی نوح صفحہ ١٣)

خدارا۔ٹھنڈے دِل کے ساتھ ذرا ان باتوں کی طرف دھیان دیں خدا کو حاضر ناظر یقین کرکے ذرا سوچیں تو صحیح کیا اس قسم کی باتیں دُشمن قرآن دُشمن اسلام کے منہ سے نکل سکتی ہیں نہیں ہرگز نہیں!!!

اب ان اقتباسات کو پیش کرنے کے بعد ہم فیصلہ شریف النفس منصف حضرات پر چھوڑتے ہیں کہ وہ شرح صدر کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب'' قرآن کے نام پر لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں'' یا انتشار رُوحانیت عشقِ قرآن کے مضامین کو خلقِ خدا کے ذہنوں میں راسخ کروانا چاہتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ آخر پر راقم الحروف اپنی گزارشات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پاکیزہ شعر پر ختم کرتا ہے۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اِس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

☆☆☆

بقیہ: اظہارِ تشکر از صفحہ 13

خدا بھی قادیانی ہوگیا

بھاگنے والوں میں سے کسی نے بلند آواز میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا بھی قادیانی ہوگیا ہے۔اسی دوران ایک بہت بڑا سانپ سٹیج کے اوپر چڑھ گیا اُس وقت سانپ سانپ کی آواز نکالتے ہوئے اسلامی مملکتوں کے جُبّہ پوش سفراء سٹیج پر سے کودنے لگے کوئی شخص اُس وقت چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ آپ لوگ کہاں بھاگ رہے ہیں کیا آپ کو قادیانیوں کی مسجد نہیں چاہیۓ وہاں کس کو ہوش تھا ہر ایک کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔

بہرحال رات آٹھ نو بجے تک میدان بالکل خالی اور صاف ہوگیا تھا۔اور کسی کو مسجد کا بال بیکا کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوئی۔ بہرحال یہ خدا تعالیٰ کے قہر کا ایک ناقابل فراموش نظارہ تھا جو شری لنکا کی جماعت کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

پسیالہ:

شری لنکا کے دارالحکومت کولمبو سے ۵۲ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں پسیالہ نامی ہے۔ یہاں ایک چھوٹی سی جماعت ہے ۔ یہاں کے صدر جماعت نے ایک دن مجھ سے خواہش کی کہ جمعہ کی نماز وہاں پڑھائی جائے۔ چنانچہ خاکسار مع 30/35 احباب کے پسیالہ پہنچا۔ وہاں دیکھا کہ ناریل کے پتوں سے بنی ہوئی ایک جھونپڑی ہے جو مسجد کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔سب لوگوں نے جمعہ کی نماز مسجد کے اندر اور باہر کرکے پڑھی۔اس کے بعد خاکسار نے احباب سے مشورہ کیا کہ یہاں نصف چار دیواری بنا کر ستون کھڑا کرکے چھت پر Asbestos ڈال کر مسجد بنائی جائے تو کتنا خرچ ہوگا۔احباب نے باہم مشورہ کرکے بتایا کہ اس طرح کی مسجد 40/50 ہزار روپے میں بن سکتی ہے۔

اُس وقت خاکسار نے چندے کی تحریک کی۔سب سے پہلے ایک شخص نے میرے کان میں کہا کہ میری طرف سے -/500 لکھا جائے اُس وقت میں نے تحریک کی کہ اعلانیہ بتائیں تا کہ دوسروں کے لئے بھی تحریک ہو۔اس وقت کسی نے کہا کہ مسجد کیلئے جتنے سیمنٹ کی ضرورت ہے میری طرف سے کسی نے کہا کہ اینٹ میری طرف سے کسی نے کہا کہ لوہا میری طرف سے اس طرح ان اشیاء کے علاوہ 40/50 ہزار روپے کے وعدے ہو چکے ۔ اُس وقت احباب سے مشورہ کرکے ایک کمیٹی بنائی گئی ۔ بہرحال اگلے سال جب خاکسار پسیالہ پہنچا تو ایک خوبصورت مسجد تیار ہو چکی تھی ۔جس کا خاکسار نے افتتاح کیا۔

(جاری)

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر:6548 میں پی پی عبداللہ ولد مرحوم سی وی کنج احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 79 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی ضلع کینانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش حواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.6.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔جائیداد: کل 11175 اسکوائر فٹ زمین تامل ناڈو میں مشترکہ ہے یہ زمین زیر نمبر STNo. 6670 111-112-113 اسکوائرفٹ۔ زیر نمبر ۔ 106/2۔1300 سکیئر فٹ ۔ ST No 105۔ 2400 سکیئر فٹ۔اور ST N0 106۔805 اسکوائر فٹ ہے۔جس کی مالیت چار کروڑ روپے ہے۔

میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ -/10,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:محمد اسماعیل آلپی العبد:پی پی عبداللہ گواہ:ٹی منور احمد

وصیت نمبر:21421 میں طاہرہ طاہر بنت طاہر احمد عارف قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن لوناولہ ڈاکخانہ آئی این ایس شواجی ضلع پونہ صوبہ مہاراشٹر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.3.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ 500 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:روشن احمد تنویر الامۃ:طاہرہ طاہر گواہ:محمد عبدالحق

وصیت نمبر:21439 میں مبارک احمد نانبائی ولد فتح محمد صاحب نانبائی درویش مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 54 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 7.7.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت 4500 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ:بشیر الدین ننگلی العبد:مبارک احمد نانبائی گواہ:ناصر احمد زاہد

وصیت نمبر:21440 میں سائرہ بیگم زوجہ عبدالمومن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 65 سال پیدائشی احمدی ساکن جلاں ڈاکخانہ رام تحصیل نوشہرہ ضلع راجوری صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 17.6.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسارہ کی اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس طرح ہے ایک عدد ناک کا کانٹا جس کی موجودہ قیمت ایک ہزار روپے ہے۔بھینس کی موجودہ قیمت تیس ہزار روپے ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ -/800 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:بشیر احمد محمود الامۃ:سائرہ بیگم گواہ:محمد صادق

وصیت نمبر:21441 میں فریشا نورالدین ولد ایم نورالدین قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن ایراپورم ڈاکخانہ والایان چیرنگرا ضلع ارناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ مورخہ 4.7.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقول وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسارہ کی اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس طرح ہے۔ہار۔چوڑیاں۔ کانوں کے جھمکے۔انگوٹھیاں کل وزن 68 گرام قیمت -/136000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ 500 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:کے ایم نورالدین الامۃ:فریشا گواہ:کے ایم مودین

وصیت نمبر:21442 میں فاطمہ شفیق زوجہ شفیق احمد ایم ایچ قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر عمر 27 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن ایراپورم ڈاکخانہ والایاچیرانگرا ضلع ایرناکلم صوبہ کیرلہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ مورخہ 3.7.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد میں 56 گرام سونا ہے جس کی قیمت 12000 روپے ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت -/4500 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:اے حمید الامۃ:فاطمہ شفیق گواہ:اے حمید

وصیت نمبر:21444 میں تسیمہ بیگم زوجہ عبدالقادر آفتاب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن شموگہ ڈاکخانہ شموگہ ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش حواس بلا جبر واکراہ مورخہ 3.7.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند -/15000 روپے۔ ایک عدد منگل سوتر قیمت -/1000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ -/400 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:ایم اے حامد الامۃ:تسیمہ بیگم گواہ:سید منان احمد

وصیت نمبر:21445 میں شمشاد بیگم صاحبہ زوجہ سید عبدالرحمٰن قدیر قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی ساکن شموگہ ڈاکخانہ شموگہ ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 3.7.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسارہ کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند 1100 روپے۔ ایک عدد کان کا تارہ قیمت -/500 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ -/500 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:میر عبدالحمید شاہد مربی سلسلہ الامۃ:شمشاد بیگم گواہ:سید منان احمد

مسل نمبر:6543 میں نصیر احمد جلیل ولد عبدالجلیل عبداللہ ایس وی قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی ضلع کینانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ مورخہ 17.6.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسارہ کی اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ 500 روپے ماہانہ ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ:محمد اسماعیل آلپی العبد:نصیر احمد عبدالجلیل گواہ:کے ایم ناصر احمد

مسل نمبر:6549 میں محمد بدرالدین قاضی ولد مرحوم منصور علی قاضی قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر عمر 62 سال تاریخ بیعت 1971 ساکن نیوگی رات ڈاکخانہ چالوپاری ضلع دکھن 24 پرگنہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 9.7.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ڈیپازٹ بینک بیلنس چار لاکھ روپے ہیں۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:ایس کے سرورالدین العبد:محمد بدرالدین قاضی گواہ:محمد سیف الدین

مسل نمبر:6550 میں بی حسن علی ولد باوا قاسم قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر عمر 50 سال تاریخ بیعت 86-11-1 ساکن کوٹار ڈاکخانہ کوٹار ضلع کنیاکماری صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ مورخہ 15.8.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔میرا گزارہ آمد از ملازمت -/25000 روپے ماہانہ ہے ۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصہّ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:رفیق احمد العبد:بی حسن علی گواہ:ناصر احمد

مسل نمبر:6551 میں ایم مہرالنساز وجہ ایس ایم مظفر احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال تاریخ

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

بیعت جنوری 1981 ساکن پوزدھیواکم ڈاکخانہ پوزدھیواکم ضلع چینئی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ مورخہ 9.7.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے۔ سونے کا ہار 29 گرام۔ سونے کا ہار 20 گرام۔ کنگن 20 گرام۔ بالیاں 12 گرام۔ انگوٹھی 2 گرام کل قیمت-/178200 حق مہر 2000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ-/1500 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایس ایم مشرق　　　الامۃ: ایم مہر النسا　　　گواہ: اے طاہر احمد

مسل نمبر:6552 میں آر ممدوحہ زوجہ ایس رمضان علی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 60 سال پیدائشی احمدی ساکن آدمباکم ڈاکخانہ آدمباکم ضلع چنئی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ مورخہ 9.7.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد منقولہ حسب ذیل ہے۔ سونے کا ہار۔ کنگن۔ بالیاں۔ انگوٹھی کل 44 گرام قیمت-/93500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش 300 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: آر مبارک احمد　　　الامۃ: آر ممدوحہ　　　گواہ: ایس ایم مظفر احمد

مسل نمبر:6527 میں چاند عثمانی سیفی بنت افضال احمد سیفی قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ عمر 17 سال تاریخ بیعت 30 اگست 2008ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ مورخہ 8.7.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد میں چار انگوٹھیاں ہیں جس کی قیمت 70 روپے ہے۔۔ میرا گزارہ آمد از-/200 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: افضال احمد سیفی　　العبد: چاند عثمانی　　گواہ: سید محی الدین

مسل نمبر:6553 میں ناظمہ بدر زوجہ بدالدین مہتاب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 55 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع قادیان صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ مورخہ 27.7.55 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورات نقری چاندی پرانی 118 گرام زیورات طلائی 41.820 گرام 22 کیرٹ　قیمت 106641 میں۔ حق مہر ایک ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش 6000 روپے سالانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بشیر الدین　　　الامۃ: ناظمہ بدر　　　گواہ: بدرالدین مہتاب

مسل نمبر:6554 میں معین الدین خان ولد جلال الدین خان قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 37 سال تاریخ بیعت 9.5.74 ساکن دارالفضل کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ مورخہ 4.8.11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: ایک رہائشی زمین 60 ڈسمل پر گھر بنا ہوا ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت-/5000 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: شیخ محمد زکریا　　العبد: معین الدین خان　　گواہ: منصور خان

مسل نمبر:6555 میں حسیمہ بیگم زوجہ معین الدین خان قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال تاریخ بیعت 12.7.82 ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خوردہ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ مورخہ 16.8.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: حق مہر 25525 روپے۔ خورونوش 2000۔ زیور طلائی ہار ڈیڑھ تولا۔ کان کا پھول ۲ تولہ۔ چوڑی ۲ تولہ۔ انگوٹھی ۱ تولہ۔ ناک کا پھول ۱/۴ تولہ چاندی کا پازیب 32 تولہ چھلا۔ انگوٹھی پاؤں وغیرہ ۴ تولہ۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش 2000 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

تعمیر مساجد فنڈ

خدا تعالیٰ کا گھر بنانا جنت میں گھر بنانا ہے۔ اس مقصد کیلئے صدر انجمن احمدیہ ہر سال اپنے بجٹ میں ایک محدود رقم مشروط کرتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ رقم جماعتی ضرورت کو پورا نہیں کرتی۔

اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہوگیا ہے۔ اس مد کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 نومبر 2005ء کے خطبہ جمعہ میں تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاددہانی کرواتے ہوئے فرمایا کہ ”ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی .... ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے۔ عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے“۔

پھر فرمایا کہ ”اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں۔ ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مد میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے۔ وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارہ میں اپنے بچوں کی تربیت کریں“۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کی بہت سی جماعتیں از خود بھی مرکز سے منظوری لیکر عطایا جات کے ذریعہ مساجد تعمیر کررہی ہیں۔ لیکن جس جماعت کے احباب مالی کمزوری کے سبب دقت محسوس کرتے ہیں اور مدد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ تو صدر انجمن احمدیہ اپنی مختص رقم میں سے ان کی جزوی یا کلی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

نظارت ہذا تمام صاحب حیثیت اور مخیّر احباب سے خصوصاً تحریک کرتی ہے کہ جہاں آپ حضرات مقامی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے رقم خرچ کرتے ہیں وہاں مرکز میں پہلے سے موجود امانت مساجد فنڈ میں حسب توفیق رقوم بھجوائیں اسی طرح کوئی خوشی پہنچے، نئی نوکری میسر آئے، نوکری میں ترقی حاصل ہو، نیا مکان بنانے کی توفیق ملے تو اس موقع پر اس بابرکت مد ”مساجد فنڈ“ میں حسب توفیق حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنیں۔　　　(ناظر بیت المال آمد قادیان)

بلا تبصرہ:

مودی کی بھوک ہڑتال: اصل مدعے سے بھٹکانے کی کوشش

دُنیا بھر میں بنیاد پرست جماعتیں اس معاشرے میں جسے وہ شدت پسندی سے ہم کنار کرنا چاہتی ہوں اپنے آپ کو مضبوط اور وسیع کرنے کے طریقوں کے بارے میں سوچتی ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی بھی کچھ ان سے مختلف نہیں ہے وہ محسوس کرتی ہے کہ اسے ہندو سماج میں اپنی حمایت بڑھانی چاہئے جو اس الیکٹوریٹ کا ۸۰ فیصد ہے۔ جس میں ۱۲ فیصد مسلم ووٹر ہیں چاہے جو وجہ ہو وہ بھارتیہ جنتا پارٹی کے حق میں ووٹ نہیں ڈالتے۔

گجرات کے مکھیہ منتری نریندر مودی کی تین دن کی بھوک ہڑتال کا مقصد ہندوؤں میں اپنے تئیں حمایت کو اور بڑھانا تھا جہاں بھوک ہڑتال کی گئی اس ہال کا ماحول یہ تھا کہ وہاں بھگوا کپڑوں میں گورو اور سادھو تھے اور جو منتخب مقرر تھے ان سبھی نے ہندوؤں کے کلچر کی عکاسی کی لہٰذا یہی کہا جائے گا کہ وہاں کسی مختلف نظریہ کے لئے کوئی گنجائش نہیں تھی۔ مخالفت کا اظہار کرنے والے بھوک ہڑتال کی جگہ پر پہنچنے سے بہت پہلے ہی گرفتار کر لئے گئے تھے۔ مودی نے وہ ٹوپی سر پر اوڑھنے سے انکار کردیا جو ایک مسلم عالم نے پیش کی تھی۔ اسے سر پر پہننے سے انکار کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ وہ بھوک ہڑتال کے اعلان شدہ مقصد کے مطابق نہیں ہے۔ حالانکہ بھوک کا مقصد صدقدلی بتایا گیا تھا ۲۰۰۲ء میں ہوئے فسادات کے متاثر لوگوں کی طرف سے دیئے گئے ایک میمورنڈم کو بھی سواگت کے موقع پر نہیں لیا گیا۔　　　(ہندسماچار ۲۸ ستمبر ۲۰۱۱ صفحہ ۲)

گواہ: شیخ محمد زکریا　　　الامۃ: حسیمہ بیگم　　　گواہ: منصور خان

مسل نمبر:6386 میں شیخ بشیر احمد ولد شیخ عبدالغفار قوم احمدی مسلمان پیشہ جائیداد عمر 56 سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ پلی ڈاکخانہ اگڑی بڑا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ مورخہ 28.5.10 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: آدھ ایکڑ زمین قیمت-/12500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جائیداد-/15300 روپے سالانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: تبارک خان　　　العبد: شیخ بشیر احمد　　　گواہ: عثمان خان

کالیکٹ میں ۲۸ ستمبر کو احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے منعقدہ پریس کانفرنس میں دہلی کی قرآن نمائش روکے جانے کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا۔

اس کانفرنس میں ۱۴/ اخباری نمائندوں نے شرکت کی۔ دوسرے دن مورخہ ۲۹/اگست ۲۰۱۱ کے اخباروں میں جن میں مالایالم منورما۔ ماتر بھومی (کانگرس) مادھیمم (جماعت اسلامی) چندریکا (مسلم لیگ) شامل ہیں کثیر الاشاعت اخبار اخبار مالایالم منورما نے مندرجہ ذیل خبر شائع کی ہے

احمدیہ نمائش کے خلاف مارچ۔ احتجاج کیا گیا

احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے نئی دہلی میں منعقدہ قرآن نمائش کے خلاف دہلی کی جامع مسجد کے شاہی امام سعید احمد بخاری کی قیادت میں حملہ آوروں کی طرح مارچ کیا۔ اور نمائش کو روکنے کی کوشش کی۔ اس اقدام کے خلاف کالی کٹ کے زونل امیر کے ایم احمد کویا نے احتجاج کیا۔

انہوں نے بتایا کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریمؐ کے امن کے پیغام کی اشاعت کی کوششوں میں غیر روادارانہ رویہ اختیار کر کے تشدد پسندوں کی طرف سے رکاوٹ ڈالنا اس عالم کو داغدار بنانے کے مترادف ہے۔

اس نمائش کے پروگرام میں شامل پارلیمنٹ ممبروں کا بائیکاٹ کرنے کی امام کی اپیل بھی قابل احتجاج ہے۔

جماعت احمدیہ کے امیر کے علاوہ سیکرٹری پروفیسر محمود احمد نے کہا کہ ایک ملک میں جہاں ایمان لانے اور انکار کرنے کی آزادی ہے اقلیت کے ایک فرقہ کے خلاف کئے گئے اس قسم کے ظلم وستم کے خلاف احتجاج کرنے میں سماجی وتہذیبی تنظیموں سمیت ہر ایک کو آگے آنا چاہیئے۔ (مالایالم منورما کالیکٹ ۲۹۔۹۔۲۰۱۱)

رپورٹ جلسہ سیرۃ النبیؐ وتربیتی اجلاس منجانب لجنہ اماء اللہ بلاری کرناٹک

مورخہ ۱۱/ستمبر بروز اتوار بوقت ۱۲ بجے دوپہر مکرم محمد اکبر صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ بلاری کرناٹک کے مکان میں خاکسار نور النساء کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبیؐ کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ میں تلاوت ونظم کے بعد سیرۃ النبی کے موضوع پر تقریر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ (آمین)

(نور النساء صدر لجنہ اماء اللہ بلاری۔ کرناٹک)

جلسہ سیرۃ النبیؐ وتربیتی اجلاس بلاری

مورخہ ۲۶/اگست بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ بلاری کرناٹک کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی ﷺ وماہانہ مشترکہ تربیتی اجلاس مشترکہ کا انعقاد کیا گیا۔

مورخہ ۱۶/ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مکرم محمد غوث صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر کرے۔

(حاجی فیروز باشا۔ سیکرٹری اصلاح وارشاد بلاری کرناٹک)

احمدیہ مسجد ولسن گارڈن میں شاندار عیدملن پارٹی ایم ایل اے کارپوریٹرز۔ پولیس افسران ودیگر سرکردہ شخصیات کی شرکت

مورخہ ۶ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار عیدملن پارٹی رکھی گئی پروگرام ٹھیک دو بجے نماز ظہر کے بعد خاکسار محمد شفیع اللہ کی زیر صدارت منعقد کیا گیا مکرم مولوی طارق احمد صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور نے قرآن کریم کی تلاوت کی جلسہ کی پہلی تقریر خاکسار کی ہوئی۔ خاکسار نے موقعہ کی مناسبت سے جماعت کا تعارف کروایا اور جماعت احمدیہ کی بنی نوع انسان کی خدمت پر روشنی ڈالی اس کے بعد مکرم این حارث صاحب ایم ایل اے شانتی نگر نے تقریر کی اور جماعت کی خدمات کو سراہا، خاص طور پر ماٹو: Love For All, Hatred For None کی بہت تعریف کی۔ آخر پر مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ انچارج بنگلور نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ خاکسار نے دُعا کروائی اور عیدملن کا پروگرام اختتام پذیر ہوا تشریف لانے والے مہمانان کرام کو قرآن مجید کا کنڑی ترجمہ پیش کیا گیا۔

حاضرین جلسہ نے کھانا تناول فرمایا۔ پروگرام میں جناب این حارث احمد صاحب ایم ایل اے شانتی نگر، جناب چندریا کارپوریٹر ولسن گارڈن، جناب سومیا شوکمار کارپوریٹر شانتی نگر۔ جناب ایس کاشی سرکل انسپکٹر آف پولیس ولسن گارڈن، مکرم شوکت احمد صاحب سیاسی لیڈر، ڈاکٹر صاحبان، بنک مینجر، اخباری نمائندہ نیز ولسن گارڈن کے تعلیم یافتہ اور سرکردہ افراد نے شمولیت اختیار کی۔ عیدملن پروگرام میں پچاس غیر از جماعت افراد نے شرکت کی اللہ تعالیٰ اس عیدملن تقریب کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

(محمد شفیع اللہ امیر جماعت احمدیہ ساؤتھ زون کرناٹک)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

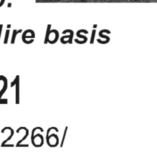

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

ریلوے ریزرویشن برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۱ء

جلسہ سالانہ قادیان 26-27-28 دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ جو احباب اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی سہولت کیلئے نظامت ریلوے ریزرویشن کی طرف سے واپسی ریزرویشن کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو احباب اس سہولت سے استفادہ کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ دفتر جلسہ سالانہ میں 30 نومبر 2011ء تک ارسال کر دیں اور ساتھ ہی مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام مع تفصیل مندرجہ ذیل رقم بھجوا دیں۔ یاد رہے کہ اس وقت ریلوے ریزرویشن 60 دن پہلے کرانے کی سہولت موجود ہے۔

From Station..................to................. Date..............Class............

Seat/ Berth............Train No.............Train Name.................

Reservation up to ....Name............ Male/Female............ Age...........

اللہ تعالیٰ سب کا حامی وناصر ہو اور یہ مبارک سفر ہر لحاظ سے آپ کیلئے خیر وبرکت کا موجب ہو۔ آمین۔

ضروری نوٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر اسٹیشنوں پر بذریعہ کمپیوٹر واپسی ریزرویشن کی سہولت موجود ہے اس سے ضرور استفادہ کریں۔ (افسر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۱)

فری ہومیوپیتھی کیمپ

پپری بلارپور: مورخہ ۲۸ جون ۲۰۱۱ء کو سرکل بلارپور کی جماعت احمدیہ پپری میں ایک فری ہومیوپیتھی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ کیمپ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت نے سامعین سے خطاب کیا۔ گاؤں پپری کے اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمارے علاقہ میں پہلی بار ایسا پروگرام ہوا ہے۔ لوگ تو صرف اپنی شہرت کیلئے شہروں میں اس قسم کے چیریٹی کے پروگرام بناتے ہیں۔ دیہات میں غریب لوگوں پر کسی کا دھیان نہیں ہے۔ صرف جماعت احمدیہ مخلوق کی صحیح معنوں میں خدمت کر رہی ہے اور اسلام کا صاف شفاف چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

بعد ازاں ڈاکٹر صاحبان نے چیک اپ شروع کیا اور تقریباً 150 مریضوں کو چیک کر کے ادویات دی گئیں۔ الحمد للہ اس کا کافی اچھا اثر پڑا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

(خالد احمد۔ سرکل انچارج بلارپور)

درخواست دُعا

مورخہ ۱۱ ستمبر ۲۰۱۱ء کو عزیزم جنید احمد ابن مکرم محمد اقبال صاحب مرحوم آف کاٹھ پورہ کا نکاح عزیزہ یاسمین صاحبہ بنت مکرم راجہ محمد یعقوب خان صاحب آف اندورہ اسلام آباد کے ساتھ مبلغ تین لاکھ روپے حق مہر پر ہوا۔

اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ اعانت اخبار بدر مبلغ-/500 روپے۔

☆......عزیزم مصور احمد ابن مکرم مسرور احمد صاحب آف کاٹھ پورہ کی صحت وسلامتی، درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے درخواست دُعا ہے۔

☆......عزیزم طارق احمد طارق ابن مرحوم محمد اقبال صاحب آف کاٹھ پورہ اور عزیزہ نجمہ محمود صاحبہ جن کی شادی ہوئے عرصہ تین چار سال ہوئے ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ ان کے صاحب اولاد ہونے کیلئے دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر-/500 روپے۔

(فیاض احمد۔ کاٹھپورہ کشمیر۔ نمائندہ ہفت روزہ بدر)

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"

(الہام: حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ملکی و غیر ملکی خبریں

مکہ آئندہ چند برسوں میں دنیا کا انتہائی جدید شہر بن جائے گا

مکہ آئندہ چند برسوں میں دنیا کا انتہائی جدید شہر بن جائے گا۔ مکہ سعودی عرب کا مقدس شہر جہاں دنیا بھر کے مسلمان ہر سال مذہبی فریضہ حج ادا کرنے جاتے ہیں۔ ان حجاج کو بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کرنے کی غرض سے مکہ میں سال بھر تعمیر اور ٹاؤن پلاننگ جاری رہتی ہے کیوں کہ حاجیوں کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ جتنے زیادہ حاجی مکہ پہنچیں گے انہیں اتنی ہی زیادہ سہولیات بھی فراہم کرنی ہوں گی۔

مکہ پہنچ کر حاجیوں کی سب سے پہلی ضرورت ہوٹل ہوتی ہے۔ چونکہ حج کرنے والوں کا تعلق ہر عمر سے ہوتا ہے لہٰذا وہ اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ انہیں مکہ میں قیام کے دوران مسجد الحرام سے قریب ترین رہائش ملے تاکہ خواتین، بزرگوں، بچوں اور بیماروں کو زیادہ مشقت نہ کرنی پڑے۔ اس ضرورت کے پیش نظر سعودی حکومت نے مسجد الحرام کے ارد گرد تمام سہولیات سے آراستہ ہوٹلز کی تعمیر کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس غرض سے حرم کے ارد گرد کا تمام ایریا خالی کرا لیا گیا ہے اور اس جگہ بہت تیزی سے شاندار ہوٹلز اور رہائشی عمارتیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔

ان عمارتوں کو انتہائی جدید طرز پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ خوبصورت ترین اور آسمان سے باتیں کرتی عمارتیں جن میں دنیا کی ہر سہولت موجود ہوگی۔ عام لوگوں کے مشاہدے کے لئے اس علاقے کی کمپیوٹر پر تیار کردہ تصاویر (گرافکس) جاری کی گئی ہیں جنہیں دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مکہ آنے والے برسوں میں انتہائی جدید شہر بن جائے گا۔

ہر سال سعودی عرب آنے والے حاجیوں کی اوسطاً تعداد ۲۵ لاکھ ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو ایسی رہائش فراہم کرنا جس سے انہیں گھر سے دوری اور کسی قسم کی بے آرامی کا احساس نہ ہو آسان بات نہیں ہے۔ لہٰذا مسجد الحرام کے اطراف میں ان دنوں بڑی تعداد میں لگژری ہوٹلز تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ انتہائی بلند عمارتوں کی تعمیر سے حرم کے اطراف کا نقشہ ہی بدل جائے گا۔ اس سال یا گزشتہ دو تین سال پہلے مکہ جانے والے زائرین یا حجاج، آئندہ چند برسوں بعد مکہ پہنچیں گے تو انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ گویا وہ مکہ نہیں کسی اور شہر آ گئے ہیں۔ حرم کے آس پاس کا نقشہ اس وقت بھی بدلا بدلا سا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی مسجد، مسجد الحرام کے چاروں طرف دیوہیکل کرینیں نصب ہیں جو دن رات بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر میں مصروف ہیں۔ اس منصوبے پر ساڑھے پانچ ارب ڈالر کی خطیر رقم خرچ ہوگی۔ یہاں انتہائی جدید سہولیات سے آراستہ ۲۶ ہوٹل تعمیر ہو رہے ہیں۔ یہ ہوٹل ۱۳ ہزار کمروں پر مشتمل ہوں گے۔ انہی ہوٹلز میں سے ایک زیر تعمیر مکہ ہلٹن اینڈ ٹاورز ہوٹل کے جنرل منیجر اور اس پروجیکٹ کے نائب صدر شجاع زیدی کا کہنا ہے کہ ”مکہ جدید دور میں کروٹ بدل رہا ہے“ ان کا کہنا ہے کہ یہ تمام ہوٹلز بھی بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ کم پڑ سکتے ہیں کیوں کہ سعودی عرب میں پورے سال حج اور عمرے کے لئے آنے والے افراد کی تعداد ۶۰ لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔

ان عمارتوں کی تعمیری ضروریات اور مالی معاملات کی دیکھ بھال کرنے والے بینک سعودی فرانسی کے مطابق فی الوقت مکہ میں زیر تعمیر منصوبوں کی مجموعی مالیت بیس ارب ڈالر ہے۔ بینک کے مطابق آئندہ ۱۰ برسوں میں مکہ اور مدینہ میں مزید تعمیری منصوبے شروع ہوں گے جن کا تخمینہ ۱۲۰/ ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔

میریٹ انٹرنیشنل انکارپوریٹ اور حیات انٹرنیشنل دنیا کی مشہور ترین ہوٹل چین ہیں، یہ کمپنیاں مکہ اور مدینہ میں جاری تعمیری منصوبوں کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ مکہ کے بارے میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ یہاں آنے والے حجاج اور زائرین کی تعداد میں اگلی دہائی تک پچاس فیصد اضافہ ہو جائے گا۔

حال ہی میں لندن کی بگ بین طرز کی گھڑی (کلاک ٹاور) مکہ میں نصب کی گئی ہے جو دنیا کی سب سے بڑی گھڑی ہے۔ اس کا رخ کعبہ کی جانب ہے۔ ایک انتہائی بلند عمارت پر نصب یہ گھڑی مکہ کی پہچان بنتی جا رہی ہے۔ اسے کئی میل پہلے دیکھا جا سکتا ہے۔

ایک دور میں مکہ میں ایسے ہوٹلوں کی بھرمار تھی جہاں کھانا پکانے کی سہولت موجود نہیں تھی بلکہ عمارتیں بھی نہایت پرانی، بوسیدہ اور ان کے کمرے بہت چھوٹے چھوٹے ہوا کرتے تھے لیکن اب لوگوں کی استعداد بڑھ گئی ہے لہٰذا وہ سہولتوں سے آراستہ بڑے بڑے ہوٹلز میں قیام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ۲۴/ گھنٹے خدمت میں مصروف برانڈ لگژری ہوٹلز کی ڈیمانڈ بڑھ گئی ہے۔ حجاج کو وضو خانے سے لیکر شاور تک ہر سہولت درکار ہوتی ہے لہٰذا برانڈ لگژری ہوٹلز کا کاروبار پھل پھول رہا ہے۔

اس وقت مسجد الحرام کے قریب خالی پلاٹ کی قیمت ایک لاکھ ڈالر فی مربع میٹر ہے۔ مقابلتاً اس وقت دنیا بھر میں سب سے مہنگی اراضی مرکش میں ہے۔ اس کا ریٹ ایک لاکھ اسی ہزار ڈالر فی مربع میٹر ہے۔ مکہ میں موجود جائیداد کی خرید و فروخت کے ماہرین کا کہنا ہے کہ زمین کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ قیمتیں اس وقت تک بڑھتی رہیں گی جب تک تمام تعمیری منصوبے پورے نہیں ہو جاتے۔

23 ویں مجلس شوریٰ بھارت

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 23 ویں مجلس شوریٰ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے انشاء اللہ 18-19 فروری 2012ء (بروز ہفتہ اتوار) منعقد ہوگی۔ اس تعلق میں تفصیلی سرکلر جماعتوں میں بھجوایا جا رہا ہے۔ (ناظر اصلاح وارشاد سیکرٹری مجلس شوریٰ بھارت)

یہاں زمین کی خریداری کے لئے صرف سعودی فرمیں ہی قطار میں موجود نہیں بلکہ دبئی، قطر کویت اور مصر کی انتہائی مشہور فرمیں بھی ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی دوڑ میں شامل ہیں جس کے سبب زمین کی قیمتیں آسمان سے جا ملی ہیں۔ (انقلاب یکم شوال ۲۰۱۱ صفحہ ۱۵)

۷ ہزار بھارتی یہودیوں میں خوشی کی لہر
اسرائیل سرکار سے ملک میں بسنے کی اجازت ملے گی

یروشلم: اسرائیل کی حکومت آئندہ چند ہفتوں میں سات ہزار سے زیادہ بھارتی یہودیوں کو اسرائیل میں بسنے کی منظوری دینے والی ہے۔ یہ بھارتی یہودی خود کو اسرائیل کے کھوئے ہوئے قبیلے کی نسل کا بتاتے ہیں۔ بھارت کی شمال مشرقی ریاستوں ناگالینڈ اور منی پور میں ہزاروں یہودی آباد ہیں اور انہیں بنی مناشہ کہا جاتا ہے۔ اسرائیل کے ربائیوں کے ادارے نے انہیں اسرائیلی نسل کا تسلیم کر لیا تھا اور گزشتہ سالوں میں تقریباً دو ہزار بنی مناشہ اسرائیل منتقل ہوئے لیکن سابق وزیر اعظم ایہود اولمرٹ کی حکومت نے ۲۰۰۷ میں ان کے امیگریشن پر روک لگا دی تھی۔ اسرائیل کے اخبار اجیروسلم پوسٹ نے خبر شائع کی ہے کہ امیگریشن اور اسرائیل میں بسانے سے متعلق وزارتی کمیٹی نے بھارت کی شمال مشرقی ریاستوں کے باقی بچے ہوئے ۷۲۳۲ یہودیوں کو اسرائیل لانے کی اصولی طور پر اجازت دے دی ہے۔ انہیں اسرائیل لانے کی حتمی منظوری آئندہ ہفتوں میں متوقع ہے۔ بنی مناشہ کا تعلق اسرائیل کے دس کھوے ہوئے قبیلوں سے ہے جن کے بارے میں روایت ہے کہ انہیں ۲۷۰۰ برس قبل ان کے خطے سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ بھارتی یہودیوں کے بارے میں خیال ہے کہ جلاوطنی کے بعد وہ صدیوں تک وسطی ایشیا اور مشرق بعید کے ملکوں میں بھٹکتے رہے اور بالآخر بھارت کی شمال مشرقی ریاستوں میں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کی۔ بنی مناشہ کے باقی بچے ہوئے ارکان کو بھارت سے اسرائیل آنے کی اجازت دیئے جانے پر اسرائیل کے ایونجیلیکل عیسائیوں نے خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ان کی واپسی کو وہ اپنے عقیدے کا حصہ مانتے ہیں اور ان عیسائی گروپوں نے کہا کہ وہ بنی مناشہ کو بھارت سے اسرائیل لانے میں مالی مدد کریں گے۔ **ان کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں کی واپسی کا ذکر انکی مذہبی کتاب انجیل میں کیا گیا ہے اور ان کی واپسی مکمل ہونے پر ہی حضرت عیسیٰ مسیح کا ایک بار پھر ظہور ہوگا۔** دنیا بھر میں کھوئے ہوئے یہودیوں کی تلاش اور ان کی شناخت کا کام کرنے والی تنظیم شیوی اسرائیل کے بانی مائیکل فرائنڈ نے کہا ہے کہ مجھے پوری امید ہے کہ آئندہ ہفتوں میں ہمیں تاریخی کامیابی ملنے والی ہے جس کے تحت بنی مناشہ کے کھوئے ہوئے لوگ واپس اسرائیل آ جائیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بھارتی یہودیوں کو ۳ سے ۵ برس کے درمیان مرحلے وار طریقے سے لایا جائے گا۔ اسرائیل کے واپسی کے حق کے قانون کے تحت ہر یہودی یا یہودیوں کی نسل کے لوگوں کو خود بخود اسرائیل کی شہریت اور مالی مدد دی جاتی ہے۔ بھارتی یہودیوں کو اسرائیل لانے پر تقریباً ۲ کروڑ ڈالر خرچ ہونے کا تخمینہ ہے۔ انہیں بسانے اور مالی امداد کی ذمہ داری حکومت کی ہوگی۔ (ہند سماچار ۲۹ ستمبر ۲۰۱۱)

طب کیلئے ۳ سائنس دانوں کو نوبل انعام

طب کے میدان میں امسال کا نوبل انعام مشترکہ تین سائنس دانوں کو دیا گیا، سویڈن کے کیرولنسکا انسٹی ٹیوٹ میں نوبل کمیٹی نے امریکہ کے بروس بیٹلر لگزمبرگ، کے جیولس ہاف مین اور کینیڈا کے رالف سٹین مین کو یہ اعزاز دینے کا اعلان کیا ہے۔ سٹین مین کی موت ۳۰ ستمبر کو نیویارک میں ہو گئی تھی۔ وہ پینکریاٹک کینسر سے متاثر تھے۔ قابل ذکر ہے کہ کینیڈا کے رالف سٹین مین 68 پینکریاٹک کینسر سے متاثر تھے اور اپنے طریقہ علاج سے خود اپنا علاج کر رہے تھے اس طریقہ علاج کی کھوج سٹین مین نے 1970 میں کر لی تھی۔ نوبل ملنے سے محض تین دن پہلے اُن کی وفات ہو گئی تھی۔ (دینک بھاسکر ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۱ صفحہ ۱)

احمدیہ مسلم جماعت بھارت کا ٹول فری نمبر

1800 - 180 - 2131

ابتلاء کے دور آئندہ غلبہ کی طرف لے جانے والے ہوتے ہیں۔

ہر احمدی کو مضطر بن کر دُعا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ مضطر کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ اپنی سجدہ گاہوں کو تر کریں

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کیلئے خصوصی دُعاؤں کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 7/اکتوبر 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت اور مولویوں کا تکلیف پہنچانا جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ماضی قریب کا قصہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے زیادہ اس زمانہ میں اسلام کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہوا۔ مگر جب آپ کا دعویٰ اور اعلان سنا تو ان سب لوگوں نے جو آپ کو اسلام کا پکا اور سچا مجاہد سمجھتے تھے نہ صرف آپ سے آنکھیں پھیر لیں بلکہ آپ کی ایذا رسانی کیلئے غیر مسلموں سے مل کر، ان لوگوں سے جو آنحضرتؐ کی توہین کرنے میں پیش پیش تھے۔ آپؑ کی مخالفت کی ۔پس یہ مخالفت جس کا آج تک ہم سامنا کر رہے ہیں یہ جماعت احمدیہ میں کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی جب آپ کے ساتھ چند لوگ تھے اس ظالمانہ مخالفت سے گذرنا پڑا۔ مقدمے ہوئے۔ آپ کی زندگی میں ہی آپؑ کے ماننے والوں کو اپنی بیویوں کی علیحدگی سے گذرنا پڑا۔ یہاں تک کہ آپ کے وفا شعاروں کی زمین کابل میں شہادت کی خبر کو بھی سننا پڑا۔ ان میں سے ایک شہید وہ تھے جو رئیس اعظم خوست تھے اور آپ کے ہزاروں مرید تھے ایسے وفا شعار فرشتہ سیرت بزرگ مرید کی شہادت کا صدمہ سہنا پڑا۔ آپ نے شہید کی شہادت پر تذکرۃ الشہادتین کتاب لکھی۔ اس میں شہید کے تقویٰ، غیرت ایمانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’اے عبد اللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی صدق کا نمونہ دکھایا۔ اسی طرح فرمایا ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس قسم کا ایمان حاصل کرنے کیلئے دُعا کرتے رہیں کیونکہ جب تک انسان کچھ خدا کا اور کچھ دنیا کا ہے تب تک آسمان میں اس کا نام مومنوں میں سے نہیں۔‘‘

حضور انور نے فرمایا پس یہ دُعا ہر احمدی کو کرنی چاہئے ہم جانتے ہیں کہ انبیا اور ان کے ماننے والوں پر تنگیاں اور سختیاں وارد ہوتی ہیں یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کو بھی ان مصائب اور سختیوں میں سے گذرنا پڑا۔ پس جب بھی جماعت پر ابتلاء کے دور کی شدت آئی انبیا کی تاریخ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے دور استقامت کے نمونے کی جانب ہماری توجہ ہونی چاہیئے ۔ یہ ابتلاء کے دور آئندہ غلبہ کی طرف لے جانے والے ہوتے ہیں۔ یہ ابتلاء ہمیں مزید تقویٰ میں بڑھانے کی طرف لے جانے والے ہوتے ہیں۔ آنحضرتؐ اور صحابہ بھی ابتلاء سے گزرے اور غلبہ حاصل کیا۔ لیکن یہ غلبہ صرف ابتلاء سے گذرنے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق تھا۔ جس کے نتیجہ میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔ آنحضرتؐ کا یہ غلبہ صرف چند سالوں کا نہ تھا بلکہ آپؐ خاتم النبیّن ہیں۔ اس لئے آخری زمانہ تک آپؐ کا یہ غلبہ ہے اور آخرین کے دور کے ذریعہ غلبہ کے نظارے دوبارہ دکھائی دے رہے ہیں یہ غلبہ آخرین کے دور میں بھی پہلے دور کی مانند دعاؤں سے وابستہ ہے۔ بیشک یہ زمانہ علمی زمانہ ہے اور براہین و دلائل کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے براہین و دلائل سے جماعت کو لیس کر دیا لیکن اصل یہی ہے کہ علم و براہین تب ہی کام آئیں گے جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور اللہ کا فضل تب ملے گا جب اس کے حضور جھکنا اور فنا ہونا ہوگا۔

حضو انور نے فرمایا اس وقت جماعت احمدیہ دنیا کے سامنے آنحضرتؐ کا حسین چہرہ اور خوبصورت تعلیم پیش کر رہی ہے۔ قرآن کریم پر اعتراضات کے جواب دے رہی ہے۔ بلکہ قرآن مجید کی برتری دنیا کی دیگر مذہبی کتب پر ثابت کر رہی ہے ۔ ابھی چند سال قبل یورپ میں پوپ نے قرآن کی تعلیم پر اعتراض کیا تھا تو جرمنی جماعت نے اس کا جواب کتابی شکل میں تیار کیا۔ کسی اور مسلمان فرقہ کو جواب کی توفیق نہ ملی۔ پھر امریکہ میں جو پادری اسلام کی تعلیم پر شور مچاتا ہے جماعت نے اس کو چیلنج دیا مگر وہ مقابل پر نہیں آیا۔ ہالینڈ، ڈینمارک میں جماعت نے جوابات دیئے۔ پس جماعت اسلام مخالفین کے ساتھ نبرد آزما ہے مگر اس کے ساتھ ہی اپنوں سے بھی نبرد آزما ہے۔ یہ مخالف تمام حدوں کو پھلانگ مسلمان کہلا کر آنحضرتؐ کے عاشق صادق پر ظالمانہ حملے کر رہے ہیں اور پاکستان کے نام نہاد علما ان میں سب سے زیادہ پیش پیش ہیں۔ جس طرح امیر کابل مولویوں سے خوف زدہ تھا اُن مولویوں کے ہاتھ میں امیر کی ڈور تھی بعینہ آج پاکستان میں حکومت اور عوام ظالم مولویوں کے ہاتھ میں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو مولویوں کی انسانیت سوز باتوں کو ماننے والے ہیں۔ آج پاکستان میں بسنے والا ہر احمدی اپنے جان و مال کی وجہ سے پریشان نہیں ہے بلکہ یہ خوف ان کی زندگی کا حصہ بن گئے ہیں۔ لیکن ان کو سب سے زیادہ بے چین کرنے والی یہ چیز ہے کہ یہ مخالفین حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف انتہائی گھٹیا اور لچر الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جن کو ایک شریف آدمی پڑھ اور سن بھی نہیں سکتا۔ گندے اشتہارات والفاظ ہمیں بے چین کرتے ہیں یہ گندی زبان اور گندہ لٹریچر دیکھ کر ہمارا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ جب حکومتی کارندوں کو کہو تو وہ سن کر ان سنا کر دیتے ہیں بہرحال صبر اور حوصلہ کی یہ داستانیں ہیں جو پاکستان میں رہنے والے احمدی رقم کر رہے ہیں اس صبر سے فائدہ تبھی ہوگا جب ہم خدا کے حضور جھک جائیں ۔ دُعاؤں کے ذریعہ عرش کے پائے ہلا دیں۔ آج دُعا ہی ہے جو ان لوگوں سے ہمیں محفوظ رکھ سکتی ہے۔ مخالفین کی اسلام کے نام پر، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر احمدیت دشمنی میں جس قدر تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اس قدر تیزی سے ہمیں دُعاؤں میں توجہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ خدا کے فضلوں کو ہم جذب کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ خاص دُعاؤں کی طرف توجہ دیں بلکہ دُعاؤں کے ساتھ ہفتہ میں ایک بار نفلی روزہ بھی رکھیں اسی طرح دُنیا میں رہنے والے احمدی اپنے پاکستانی احمدیوں کے لئے دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان ظلم کرنے والوں کی صفیں جلد لپیٹ دے تاکہ ملک میں امن قائم ہو جائے۔ یقیناً پاکستانی احمدیوں کا حق ہے کہ غیر پاکستانی احمدی ان کے لئے دُعا کریں کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام آپ تک پہنچایا ہے۔ اس وقت جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف دریدہ دہنی ہو رہی ہے۔ ہر احمدی کو مضطر بن کر دُعا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ مضطر کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ دعا ہی ہمارا ہتھیار ہے اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بار بار توجہ دلائی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے آگے مکمل جھک جائیں تا ظالم اور ظلم مکمل طور پر فنا ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں نے تو بہرحال پورا ہونا ہے مگر اس کے جلد ہونے کیلئے بندوں کو اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنا چاہئے۔ اگر ہمارے میں سے اکثریت میں انقلاب پیدا ہو جائے تو ہم پہلے سے بڑھ کر خدا کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں گے اگر ہمارا دشمن پہلے سے زیادہ دشمنی کر رہا ہے تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مصداق ہو جائیں۔

’’نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں‘‘

حضور انور نے فرمایا جب ہم اپنی راتوں کے تیروں کو خالص ہو کر چلائیں گے تو یقیناً خدا تعالیٰ فوق العادت نشان دکھائے گا ہمارا خدا سچے وعدوں والا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے لیکر اب تک مخالفتوں کی آندھیاں چلتی رہیں۔ یہاں تک کہ خلافت ثانیہ کے وقت احرار نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ اکھاڑنے کی بڑ ماری، کسی نے حکومت کے نشہ میں احمدیوں کو کشکول پکڑانے کی بات کی لیکن نتیجہ کیا نکلا آج احمدیت ۲۰۰ ممالک میں قائم ہو چکی ہے یہ سلسلہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے ہم ہر آن خدا کی تائید و نصرت کے حوالے دیکھ رہے ہیں پس فکر اس بات کی ہے کہ ہم انابت الی اللہ کر رہے ہیں یا نہیں اللہ کے حضور عاجزی سے جھک رہے ہیں یا نہیں ہم اپنے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ظالمانہ الفاظ پڑھ اور سن کر صرف بے چینی محسوس کرنے والے نہ ہوں بلکہ راتوں کی دُعاؤں میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کو کھینچنے والے ہوں۔ اپنی سجدہ گاہوں کو تر کریں۔ ہم آنحضرت ﷺ کے خدا کو پکاریں جس نے کمزوروں کو حاکم بنا دیا پس اے خدا ہم تیری رحمت کا واسطہ دے کر آج تجھ سے مانگتے ہیں کہ یہ زمین جو ہمارے لئے تنگ کی جارہی ہے ہمارے لئے گل و گلزار بنا دے۔ ہمیں تقویٰ میں ترقی کرنے والا بنا۔ اے ارحم الرحمین خدا تو ہم پر رحم کرتے ہوئے فضل نازل فرما۔ آمین۔ ☆☆☆

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی

مسرور	شہروز	اسد

BANI ®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072

BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046

BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072

PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091)1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 13-20 October 2011 Issue No.41-42

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
:65 Canadian Dollar

آنحضرتؐ کی عظمت آج دنیا پر جماعت احمدیہ ظاہر کررہی ہے احمدیت کے مخالفین کو تو اسلام کی خدمت کے لئے چندروپے خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہے

جہاں تیل کی کوئی دولت کام نہیں کرتی وہاں خدا کی رضا کے لئے احمدی کا معمولی چندہ کام کرتا ہے

برصغیر کے مسلمانوں کو حضرت مسیح موعودؑ نے شرک کی جھولی میں گرنے سے بچایا۔اسی طرح احمدیہ جماعت نے افریقہ میں تثلیث کے قائل لوگوں کو آنحضرتؐ پر درود بھیجنے والا بنا دیا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 14/اکتوبر 2011 بمقام نن سپیٹ ہالینڈ

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا یہ زمانہ جس میں سے ہم گذر رہے ہیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا زمانہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے اسلام کی برتری تمام دینوں پر ثابت کرنی ہے اور ہم احمدی اللہ کے فضل سے اس یقین پر قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر لحاظ سے اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کر رہا ہے اور خاص طور پر عیسائیت کے بندہ کو خدا بنانے کے عقیدہ کے خلاف جس طرح جماعت احمدیہ آسمانی تائیدات کے ساتھ کھڑی ہے کوئی اور مسلمان فرقہ اس کا سوواں حصہ بھی پیش نہیں کر پا رہا۔ کیونکہ یہ کام اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مسیح ومہدی کی جماعت سے لینا تھا۔ عیسائی دنیا اور سعید فطرت مسلمان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ راہ ہدایت احمدیت میں ہی ہے اور وہ راہ ہدایت پا رہے ہیں۔ انہیں اس بات پر یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ خدا کی طرف سے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ آج سے 60-70 سال قبل عیسائی یہ کہہ رہے تھے کہ تمام افریقہ عنقریب عیسائیت کی گود میں آنے والا ہے اور 120 سال قبل ہندوستان کے بارہ میں بھی یہ اعلان تھا کہ یہاں عیسائیت کا غلبہ ہوگا لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت عیسیٰؑ کے خدا ہونے کا عقیدہ ان کی کتب سے باطل ہونا ثابت کیا تو ہزاروں مسلمان عیسائی ہونے سے بچ گئے۔ آپ نے خدا کی وحدانیت اور اسلام کی برتری کو ثابت کیا اسی طرح افریقہ میں احمدی مبلغین نے عیسائیوں کے غلبہ کو روکا اور اس کا انہیں صاف اقرار ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے تو بہرحال غالب آنا ہے لیکن مسلمان کہلانے والے ملکوں میں جماعت کی مخالفت کی جارہی ہے بعض ٹی وی چینل بھی اس میں پیش پیش ہیں جو کم علم مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکا کر احمدیت کے خلاف کام کررہے ہیں۔ ان بدقسمت ملاؤں نے ناموس رسالت کے نام پر مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ حالانکہ اسلام اور آنحضرتؐ کی عظمت آج دنیا پر جماعت احمدیہ ظاہر کررہی ہے احمدیت کے مخالفین کو تو اسلام کی خدمت کے لئے چندروپے خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہے ملک کی دولت لوٹنے والے ہیں۔ آج اسلام اور ناموس رسالت کے نام پر ملک میں جو شدت پسندی جاری ہے اس سے پاکستان کا کوئی بھی شہری محفوظ نہیں ہے۔ ایک طرف ملک میں لاقانونیت ہے اور دوسری طرف آفاقی مصائب نے گھیرا ہوا ہے اس پر غور وفکر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے۔

جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے وہ ملک کے وفادار ہیں باوجود اس کے کہ ان پر تنگیاں وارد ہو رہی ہیں وہ یہ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملک کو محفوظ رکھے حضور انور نے فرمایا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ سے ہدایت پاکر آپ کی جماعت کے افراد ہی ہیں جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسلام کی برتری کا کام کررہے ہیں۔ اس لحاظ سے یورپ و افریقہ اور دنیا کے ہر کونہ میں احمدی اسلام کی برتری ثابت کرنے کیلئے بے دھڑک سامنے آجاتا ہے۔ جہاں تیل کی کوئی دولت کام نہیں کرتی وہاں خدا کی رضا کے لئے احمدی کا معمولی چندہ کام کرتا ہے۔ اس میں کوئی فخر نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے اور اس معمولی قربانی کے بے شمار پھل لگتے ہیں پس ہمارا کام یہ ہے کہ ہم معمولی قربانیاں کرتے چلے جائیں۔ ہم احسان فراموش نہیں ہیں یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم احمدی ہیں۔ ہم امام الزمان کے مشن سے جڑ کر دنیا و عاقبت سنواریں لیکن یاد رکھیں صرف مالی قربانی کرکے ہمارے کام ختم نہیں ہوتے بلکہ ہم نے اپنے اندر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والا دل پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اسلام کا حقیقی پیغام اپنے ملک میں پھیلانے کی کوشش کرنی ہے۔ پس ہالینڈ کی جماعت بھی جو گو چھوٹی سی جماعت ہے اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرے۔ ہالینڈ میں رہنے والے ہر احمدی کو اپنے ماحول میں احمدیت کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ ہالینڈ ہی ہے جہاں اسلام کے نام پر دشمنی میں بڑھنے والا پایا جاتا ہے۔ جو دن رات اسلام کو مٹانے کے درپے ہے۔ پس ہمیں یہ پیغام دینا ہے کہ اے ظالم شخص تم اور تمہاری پارٹی ہر ایک کوشش کرے مگر اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام تاقیامت دنیا میں رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت چاہے وہ کتنی بڑی فرعون صفت ہو اسلام کو مٹا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جری اللہ کو بھیجا ہے تا اسلام کی برتری ثابت کرے اور ہر احمدی اس بات کا عہد کرتا ہے کہ ہم اپنی جان مال اور وقت کو قربان کرکے اس مقصد کو پالیں گے۔ پس یہ ہے وہ پیغام جو دنیا میں رہنے والے ہر احمدی کو پہنچانا ہے۔ بے شک یہ سیاست دان اور اسلام کے بدترین دشمن حکومت میں زائد سیٹیں لے لیں مگر ان کی یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کے ہاتھوں ہلاکت کے سامان پیدا کریں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے رسول کے ناموس کی لاج رکھی ہے اور آج بھی رکھے گا ہم کوئی طاقت نہیں رکھتے مگر جن کے دل زخمی کئے جائیں ان کی دعائیں خدا تعالیٰ کے عرش کے پائے ہلا دیتی ہیں اور یہاں تو خود خدا تعالیٰ کے حبیب کی عزت کا سوال ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہالینڈ میں شرفا کا طبقہ بھی موجود ہے پس ایسے لوگوں کو تلاش کرکے انہیں اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچائیں۔ دُنیا میں امن و بھائی چارہ کو قائم کریں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کرنے والوں کو جمع کرکے دنیا میں امن کے قیام کی کوشش کریں آج دُنیا میں امن کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور اسلام اس بات پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ پس آج ہالینڈ کے احمدیوں کو اپنی کوششوں کو تیز کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ملک کی ملکہ کیلئے بھی دُعا کریں۔

حضور انور نے فرمایا برصغیر کے مسلمانوں کو حضرت مسیح موعودؑ نے شرک کی جھولی میں گرنے سے بچایا۔ اسی طرح احمدیہ جماعت نے افریقہ میں تثلیث کے قائل لوگوں کو آنحضرتؐ پر درود بھیجنے والا بنا دیا۔ ہم جلسہ سالانہ میں افریقن احمدیوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے سنتے ہیں ان میں سے اکثر عیسائیت سے اسلام میں آئے ہیں۔ پس یہ وہ کام ہے جو جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ سے سیکھ کر کررہی ہے۔ آج آپ سے جدا ہوکر اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش نہیں کی جاسکتی کیونکہ آپ ہی وہ مہدی ہیں جنہوں نے دنیا کی ہدایت کا سامان کرنا ہے۔ آپ ہی وہ عاشق رسول ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ مقام محمدؐ کو بڑھانے کیلئے پیش کیا۔ آپ کے دل میں آنحضرتؐ کی محبت کا اندازہ آپ کی تحریرات سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب یعنی حضرت محمدؐ ہیں جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدا ملتا ہے۔

فرمایا: پس آج اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود سے بڑھ کر کوئی عشق محمد اور مقام محمدؐ کو دنیا میں بیان کرنے والا نظر آتا لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ایک بڑا طبقہ حضرت مسیح موعودؑ کا منکر ہے اور آپؑ کے خلاف گند بکتا ہے اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ لوگوں کو خود احمدیت کی طرف کھینچ کر لا رہا ہے۔ حضور انور نے خدا تعالیٰ کی ہدایت سے احمدیت قبول کرنے والے چند نو مبائعین کے واقعات بیان فرمائے اور فرمایا جب خدا تعالیٰ لوگوں کی رہنمائی فرمارہا ہے تو ہمیں ان مخالفین کی گالیوں اور بے ہودگیوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ ہاں ان کی گالیوں سے ہمارے دل ضرور چھلنی ہوتے ہیں۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ دُعاؤں پر زور دیں اور اپنے عمل اور علم کے ذریعہ سے اسلام کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں ہماری ترقی مخالفین کو چبھتی ہے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہمیں پہلے سے بڑھ کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) ☆☆☆

اعلان

☆......دفتر بدر میں اپنے حسابات و دیگر معلومات کیلئے خط وکتابت کے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور دیں۔ ☆......احباب ہفت روزہ بدر میں اشتہارات دیکر اپنے کاروبار کو بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بدر کی اشاعت اب پہلے سے زیادہ ہوگئی ہے۔ ہندوستان کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی اس کے خریدار بڑھ رہے ہیں۔ اشتہار دینے کے لئے درج ذیل تفصیلات پر معلومات حاصل کریں۔

فون نمبر دفتر بدر:01872-224757 (موبائل)09872445875

ای میل:badrqadian@rediffmail.com